کربلا

کی خاک پر سجدہ

سید رضا حسینی نسب

مترجم: محمد اصغر صادقی

مجمع جہانی اہل بیت علیہم السلام

حرف اول

جب آفتاب عالم تاب افق پر نمودار ہوتا ہے کائنات کی ہر چیز اپنی صلاحیت وظرفیت کے مطابق اس سے فیضیاب ہوتی ہے حتی ننھے ننھے پودے اس کی کرنوں سے سبزی حاصل کرتے اور غنچہ وکلیاں رنگ ونکھار پیدا کر لیتی ہیں تاریکیاں کافور اور کوچہ وراہ اجالوں سے پر نور ہو جاتے ہیں، چنانچہ متمدن دنیا سے دور عرب کی سنگلاخ وادیوں میں قدرت کی فیاضیوں سے جس وقت اسلام کا سورج طلوع ہوا، دنیا کی ہر فرد اور ہر قوم نے قوت و قابلیت کے اعتبار سے فیض اٹھایا۔

اسلام کے مبلغ وموسس سرور کائنات حضرت محمد مصطفی ﷺ غار حراء سے مشعل حق لے کر آئے اور علم وآگہی کی پیاسی اس دنیا کو چشمۂ حق و حقیقت سے سیراب کر دیا، آپ کے تمام الٰہی پیغامات ایک ایک عقیدہ اور ایک ایک عمل فطرت انسانی سے ہم آہنگ ارتقائے بشریت کی ضرورت تھا، اس لئے ۲۳ برس کے مختصر عرصے میں ہی اسلام کی عالمتاب شعاعیں ہر طرف پھیل گئیں اور اس وقت دنیا پر حکمراں ایران وروم کی قدیم تہذیبیں اسلامی قدروں کے سامنے ماند پڑ گئیں، وہ تہذیبی اصنام جو صرف دیکھنے میں اچھے لگتے ہیں اگر حرکت وعمل سے عاری ہوں اور انسانیت کو سمت دینے کا حوصلہ، ولولہ اور شعور نہ رکھتے تو مذہبِ عقل وآگہی سے روبرو ہونے کی توانائی کھو دیتے ہیں یہی وجہ ہے کہ کہ ایک چوتھائی صدی سے بھی کم مدت میں اسلام نے تمام ادیان ومذاہب اور تہذیب وروایات پر غلبہ حاصل کر لیا۔

اگرچہ رسول اسلام ﷺ کی یہ گرانبہا میراث کہ جس کی اہل بیت علیہم السلام اور ان کے پیرووں نے خود کو طوفانی خطرات سے گزار کر حفاظت وپاسبانی

کی ہے، وقت کے ہاتھوں خود فرزندان اسلام کی بے توجہی اور ناقدری کے سبب ایک طویل عرصے کے لئے تنگنائیوں کا شکار ہو کر اپنی عمومی افادیت کو عام کرنے سے محروم کردئی گئی تھی، پھر بھی حکومت وسیاست کے عتاب کی پروائے بغیر مکتب اہل بیت علیہم السلام نے اپنا چشمۂ فیض جاری رکھا اور چودہ سو سال کے عرصے میں بہت سے ایسے جلیل القدر علماء ودانشور دنیائے اسلام کو تقدیم کئے جنھوں نے بیرونی افکار ونظریات سے متاثر اسلام وقرآن مخالف فکری ونظری موجوں کی زد پر اپنی حق آگین تحریروں اور تقریروں سے مکتب اسلام کی پشتپناہی کی ہے اور ہر دور اور ہر زمانے میں ہر قسم کے شکوک وشبہات کا ازالہ کیا ہے، خاص طور پر عصر حاضر میں اسلامی انقلاب کی کامیابی کے بعد ساری دنیا کی نگاہیں ایک بار پھر اسلام وقرآن اور مکتب اہل بیت علیہم السلام کی طرف اٹھی اور گڑی ہوئی ہیں، دشمنان اسلام اس فکری ومعنوی قوت واقتدار کو توڑنے کے لئے اور دوستداران اسلام اس مذہبی اور ثقافتی موج کے ساتھ اپنا رشتہ جوڑنے اور کامیاب وکامراں زندگی حاصل کرنے کے لئے بے چین وبے تاب ہیں، یہ زمانہ علمی اور فکری مقابلے کا زمانہ ہے اور جو مکتب بھی تبلیغ اور نشر واشاعت کے بہتر طریقوں سے فائدہ اٹھا کر انسانی عقل وشعور کو جذب کرنے والے افکار ونظریات دنیا تک پہنچائے گا، وہ اس میدان میں آگے نکل جائے گا۔

)عالمی اہل بیت کونسل) مجمع جہانی اہل بیت علیہم السلام نے بھی مسلمانوں خاص طور پر اہل بیت عصمت وطہارت کے پیرووں کے درمیان ہم فکری و یکجہتی کو فروغ دینا وقت کی ایک اہم ضرورت قرار دیتے ہوئے اس راہ میں قدم اٹھایا ہے کہ اس نورانی تحریک میں حصہ لے کر بہتر انداز سے اپنا فریضہ ادا کرے، تاکہ موجودہ دنیائے بشریت جو قرآن وعترت کے صاف وشفاف معارف کی پیاسی ہے زیادہ سے زیادہ عشق ومعنویت سے سرشار اسلام کے اس مکتب عرفان وولایت سے سیراب ہوسکے، ہمیں یقین ہے عقل وخرد پر استوار ماہرانہ انداز میں اگر اہل بیت عصمت وطہارت کی ثقافت کو عام کیا جائے اور حریت وبیداری کے علمبردار خاندان نبوت ورسالت ﷺ کی جاوداں میراث اپنے صحیح خدوخال میں دنیا تک پہنچادی جائے تو اخلاق وانسانیت کے دشمن، انانیت کے شکار، سامراجی خوں خواروں کی نام نہاد تہذیب وثقافت اور عصر حاضر کی ترقی یافتہ جہالت سے تھکی ماندی آدمیت کو امن ونجات کی دعوتوں کے ذریعہ امام عصر(عج) کی عالمی حکومت کے استقبال کے لئے تیار کیا جاسکتا ہے۔

ہم اس راہ میں تمام علمی وتحقیقی کوششوں کے لئے محققین ومصنفین کے شکر گزار ہیں اور خود کو مؤلفین ومترجمین کا ادنیٰ خدمتگار تصور کرتے ہیں، زیر نظر کتاب، مکتب اہل بیت علیہم السلام کی ترویج واشاعت کے اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے، فاضل علام آقای سید رضا حسینی نسب کی گرانقدر کتاب (سجدہ بر تربت) کو فاضل جلیل مولانا محمد اصغر صادقی نے اردو زبان میں اپنے ترجمہ سے آراستہ کیا ہے جس کے لئے ہم دونوں کے شکر گزار ہیں اور مزید توفیقات کے آرزومند ہیں، اسی منزل میں ہم اپنے تمام دوستوں اور معاونین کا بھی صمیم قلب سے شکریہ ادا کرتے ہیں کہ جنھوں نے اس کتاب کے منظر عام تک آنے میں کسی بھی عنوان سے زحمت اٹھائی ہے، خدا کرے کہ ثقافتی میدان میں یہ ادنیٰ جہاد رضائے مولیٰ کا باعث قرار پائے۔

والسلام مع الاکرام

مجمع جہانی اہل بیت [ع]

فہرست

مقدمہ آیۃاللہ جعفر سبحانی مد ظلہ.......................................۱۳

پیش گفتار..۱۹

شیعوں کا نظریہ..۲۱

زمین پر سجدہ کرنے کے دلائل..۲۵

زمین پر سجدہ کرنا پیغمبر کی سنت ہے.................................۲۷

حکم رسول: زمین پر سجدہ کرو..۳۰

سجدہ کی حالت میں عمامہ ہٹانے کا حکم..............................۳۳

سجدہ حضور کی نگاہ میں..۳۵

اصحاب پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا طریقہ....................................۴۴

اصحاب کی سیرت..۴۴

سجدہ، اہل بیت طاہرینؑ کی نظر میں.................................۵۲

آنحضرت کے اہل بیت کون ہیں.......................................۵۵

نتیجہ..۵۹

سجدہ ائمہ طاہرین کی نظر میں..۶۱

مجبوری کی حالت میں سجدہ...۶۶

نتیجہ..۷۱

خاک کربلا پر سجدہ...۷۴

خاک کربلااوراس سے برکت حاصل کرنا................................ ۸۴

ززززز

مقدمہ

آیت اللہ جعفر سبحانی دامت برکاتہ

مٹی پر سجدہ کرنا روح عبادت ہے

اسلامی محققین اپنی بصیرت کی بناپراس نتیجے تک پہنچے ہیں کہ تمام موجودات اپنے خالق سے ایک خاص رابطہ رکھتی ہیں۔اگراس رابطہ کو خالق سے توڑ دیا جائے۔توپھران موجودات کاوجود ہی فنا کی نذر ہو جائے گا۔خداوند عالم قرآن مجید میں ارشاد فرماتاہے'' اے لوگو تم سب کے سب خدا کے محتاج ہواور (صرف) خداہی (تمام لوگوں) سے بے نیازاور حمد وثناکا مستحق ہے'' (ا(

اسی لئے کہاجاتاہے کہ اپنے کو پہچاننا خدا کو پہچانناہے کیونکہ حقیقت وجود انسان بھی اس ذات غنی وحمید سے مربوط ہے۔بھلایہ کیسے ہو سکتاہے کہ انسان اپنے کو پہچاننےاوراس حقیقی رابطہ کوفراموش کردے جواس کے اوررب جلیل کے درمیاں موجود ہے۔

لہٰذایہ کہنا بالکل بجاہے کہ'' خدا کو بھولنا خود کوفراموش کرنے کے مترادف

)ا(فاطر،۱۵۔(یَاَیھاالنَّاسُ اَنتُمُ الفُقَرَائُاِلیٰ اللہِ وَاللہُ ھوَاالغَنِیُّ الحَمِیدُ)۔

ہے'' جیسا کہ قرآن مجید اس چیز کی طرف اس آیۂ شریفہ میں اشارہ کررہا ہے (اور ان لوگوں جیسے نہ ہو جاؤ جو خدا کو بھلا بیٹھے تو خدا نے انھیں ایسا کردیا کہ وہ اپنے آپ کو بھول گئے۔(۱(

انسان کو ان لوگوں جیسا نہیں ہونا چاہئے جنھوں نے خدا کو بھلادیا کیونکہ قرآن خود ان کو جواب دیتا ہے کہ انھوں نے اپنی ہستی کو بھلادیا ہے۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ وہ نمک کھائے اور نمک دان کو بھول جائے؟! یہ ناشکری کی آخری حد ہے۔ خالق و مخلوق کا رابطہ یہ وہ حقیقت ہے جس تک محققین دلیل و برہان کے ذریعہ پہنچے ہیں۔ اور عرفاء سیر و سلوک کے ذریعہ کشف و شہود کی منازل کو طے کرنے کے بعد بصیرت کی نگاہوں سے اس رابطہ کا مشاہدہ کیا ہے۔ جبکہ بہت سارے عام لوگوں نے بھی فطرت کی طرف رجوع کر کے اس حقیقت کو درک کیا ہے کہ انسانی وجود کا دار و مدار ہر لحاظ سے اسی بے نیاز خدا سے رابطہ کے اوپر قائم ہے۔ واضح ہے، کہ خدا کی پہچان انسان کے بدن میں ایک جذبہ روحی کی حیثیت سے تجلی اور خود نمائی کرتی ہوئی خدا کے سامنے فروتن و خاضع ہوتی ہے۔ اس لئے کہ تمام کی تمام شریعتیں اور عبادتیں مثلاً نماز و روزہ اس لئے ضروری قرار دئے گئے ہیں کہ عقلاء فکر و تدبر سے اور عرفاء کشف و شہود سے اور ایک عام انسان اپنی فطرت کی طرف رجوع کر کے خداوند عالم کی بارگاہ میں سر بسجود ہو۔ اسلام کا مقدس نظام گذشتہ شریعتوں کا خلاصہ اور نچوڑ ہے۔

)۱(حشر ۱۹ (وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ نَسُوا اللَّهَ فَأَنسَاهُمْ أَنفُسَهُمْ (

خود یہ نماز انسان کی حس اولیہ کو جلاء و روشنی بخشتی ہے، ہم اس کا احساس نہیں کر سکتے، کیونکہ نماز ایک عبادت توقیفی ہے۔ لہٰذا اسکی تمام خصوصیات کو خداوند عالم ہی جانتا ہے۔

فقہ امامیہ میں یہ بات تسلیم شدہ ہے کہ نماز پڑھنے والا صرف زمین (پتھر اور خاک) اور جو چیز اس سے اگتی ہے اس پر سجدہ کرے ان شرائط کی پابندی کرنا علماء امامیہ کی نظر میں ضروری و لازمی ہے، اور اس کا فلسفہ یہ ہے کہ زمین و نباتات پر سجدہ فروتنی و خاکساری کی عظیم تجلی گاہ ہے جو نماز کا پہلا مقصد ہے کہ انسان خداوند جلیل کے سامنے اپنے کو ذلیل و حقیر اور پست و نادار شمار کرے جیسا کہ گذشتہ آیت میں ذکر ہوا ہے۔ (فاطر ۱۵(

اب سونے، چاندی اور قیمتی کپڑے اور لباس پر سجدہ کرنا کیا فروتنی وانکساری کے ساتھ سازگاری رکھتا ہے؟! اس لئے اہل بیتؑ کے چاہنے والے، کارخانہ، مراکز، مسافرت اور ہر وہ جگہ جہاں پر انکو یہ اندیشہ ہو کہ مٹی نہ ملے گی وہاں اپنے ساتھ پاک و پاکیزہ مٹی لے جاتے ہیں تاکہ نماز کے وقت خدا کے سامنے (خاک ریز ہوں) خاک پر سجدہ کریں لہٰذا ایسا کام بدعت اور اسلام میں نو آوری کا باعث نہیں ہے۔ بلکہ عین فروتنی ہے، کیونکہ بزرگان ماسلف کے درمیان بھی ایسی ہی رسم موجود تھی۔ بلکہ واجب ہے کہ انسان ایسا کرے تاکہ نماز تمام شرائط کیساتھ انجام دی جاسکے۔ اور یہ بھی کتنی پیاری چیز ہے کہ بعض افراد اپنے گھروں میں، جھولیوں میں تھوڑی خاک رکھے رہتے ہیں، تاکہ مجبوری میں اس پر تیمم کر کے اپنے فریضہ سے سبکدوش ہو سکیں۔ اس لئے کہ ہر وقت انسان کی دسترسی پاک مٹی تک نہیں ہوتی ہے اور جیسا کہ قرآن کہتا ہے: (صعیداً طیباً) پاک مٹی پر تیمم کر کے اپنے فریضہ کو انجام دو۔ (کہنا پڑیگا) علماء اہل سنت زمین اور اس سے اُگنے والی چیزوں پر سجدہ کرنے کے فلسفہ سے آگاہی نہیں رکھتے بلکہ وہ صحابہ و تابعین کی سنت و سیرت سے بھی لاعلم ہیں اس کتاب میں خاک پر سجدہ کرنے کا فلسفہ صراحت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے، اگر وہ لوگ اسکو دقت اور توجہ سے مطالعہ کریں تو مجبور ہو کر اپنے فریضہ کی ادائیگی میں تجدید نظر اور تبدیلی کی سوچ میں پڑ جاءیں گے۔ تعجب ہے بہت سارے نادان اور نام نہاد علماء کا خیال خام یہ ہے کہ شیعہ خود مٹی کی

عبادت کرتے ہیں جبکہ یہ بات بدیہی اور واضح ہیکہ شیعہ خضوع وخشوع اور فروتنی کے لئے خاک پر سجدہ انجام دیتے ہیں۔

جس طریقے سے مسلمانوں کے تمام فرقے کسی نہ کسی چیز پر سجدہ کرتے ہیں،(ہم نہیں کہتے کپڑے کی پوجا کرتے ہو) اسی طرح ہم بھی دو چیزوں پر(زمین اور اس سے اگنے والی چیز) سجدہ کرتے ہیں، جس طریقے سے وہ لوگ کپڑے وکتان پر سجدہ کرنے کو خود کپڑے کی عبادت نہیں کہتے تو ہم مٹی پر سجدہ کرتے ہیں کہاں سے مٹی کی عبادت ہو جائے گی! قارئین محترم آپ حضرات کے سامنے یہ تمام بحثیں وضاحت وتفصیل کے ساتھ پیش کی جارہی ہے۔پڑھیئے اور محظوظ ہویئے۔ ہم مؤلف عالیقدر حجۃ الاسلام والمسلمین جناب سید رضا حسینی نسب کے شکر گذار ہیں کہ انھوں نے اس کتاب کے لکھنے اور تحقیق وتتبع کرنے میں بڑی زحمت برداشت کی۔اور دوست عزیز جناب آقای حاجی حسن محمدی پرویزیان کے بھی شکر گذار ہیں کہ انکی بیکراں سفارش اور تاکید کے ساتھ یہ کتاب لکھی گئی اور حکم الدال علی الخیر کفاعلہ (کار خیر کی راہنمائی مثل انجام دینے کے ہے) کے مطابق وہ بھی اس ثواب عظیم واجر جزیل میں مؤلف ارجمند کے ساتھ شریک ہیں۔درگاہ خدا میں دست بدعاہیں کہ یہ رسالہ اتحاد وبھائی چارگی اور تمام مسلمانوں کے درمیان حسن تفاہم کا باعث بنے۔

جعفر سبحانی

قم موسسہ امام صادقؑ

۲۵ ۔۵۔ ۱۳۶۹ مطابق ۲۵ محرم الحرام ۱۴۱۱ھ

ززززز

پیش گفتار

سجدہ اسلام اور اہل اسلام کی نگاہ میں انسان کا خالق کی بارگاہ میں نہایت فروتنی و بردباری کے ساتھ سر جھکانے کا نام ہے جو آدمیت کے لئے " عبودیت" کی معراج ہے۔اسی لئے قرآن مجید نہ فقط انسان کو، بلکہ دنیا کی تمام چیزوں کو سجدہ کرنے والے کے عنوان سے تعبیر کرتا ہے، جیسا کہ قول خداوند عالم ہے :(وَلِلّٰہِ یَسْجُدُ مَنْ فِی السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ) اور جو کچھ زمین و آسمان میں ہے، سب اس کیلئے سجدہ کرتے ہیں۔(۱(

اس بارے میں تمام مسلمانوں کا اتفاق ہے کہ نماز کی ہر رکعت میں دو سجدے واجب اور فرض ہیں اور انھیں انجام دینا ضروریات دین و اسلام میں سے ہے لیکن اسکی کیفیت اور اسے انجام دینے کے طریقے میں مختلف نظریات پائے جاتے ہیں۔

تشیع: اس مذہب کے افراد سنت و سیرت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپکے اہل بیت طاہرینؑ و اصحاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور تابعین کی عملی سیرت کی روشنی میں سجدہ اللہ کے لئے فقط زمین اور جو چیز اس سے اگتی ہے۔

)۱(سورۂ رعد، ۱۵ .(وَلِلّٰہِ یَسْجُدُ مَنِ فِی السَّمٰوٰتِ وَالاَرْضِ(

)سوائے کھانے اور پینے والی چیزوں) اس پر انجام دیتے ہیں۔حقیقتاً آئندہ بحثوں سے اندازہ ہو جائیگا، کہ یہی روش بندگی صحیح اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وآل رسولؑ و اصحاب کرام کی پسندیدہ ہے لہٰذا انکی اتباع و پیروی کرتے ہوئے ہم زمین پر سجدہ کرتے ہیں۔

اہل سنت والجماعت: اس مذہب کے افراد محل سجدہ کے بارے میں مزید وسعت کے قائل ہیں لہٰذا وہ کہتے ہیں کہ سجدہ فقط زمین پر ضروری نہیں ہے بلکہ کھانے اور پہننے والی چیزوں پر بھی درست ہے۔بیان کردہ مطالب سے بخوبی واضح ہوتا ہے کہ سنی و شیعہ دونوں گروہ، خدا کے سامنے فقط خضوع و خشوع اور اسکی رضا و خوشنودی کے لئے اسکی بارگاہ میں سجدہ کرتے ہیں، جس میں کوئی اختلاف نہیں ہے. لیکن بعض مؤلفین نے گمان کیا ہے کہ مٹی پر سجدہ کرنے کا مطلب یہ ہے کہ یہ مٹی کی عبادت ہے اور مٹی کی عبادت کرنا شرک ہے، لہٰذا مٹی پر سجدہ کرنے والے مشرک ہیں. جبکہ انکا یہ خیال بالکل بے بنیاد اور انکا یہ تصور باطل ہے، جسکی حقیقت مثل سراب ہے۔ہم آئندہ بحثوں میں شیعہ امامیہ کے نظریات اور انکے دلائل قارئین کے سامنے پیش کریں گے انصاف خود اہل نظر کے ہاتھ ہے "وما علینا الا البلاغ."

مؤلف

شیعوں کا نظریہ

دوستداران اہل بیتؑ، سنت اور سیرت معصومینؑ کی پیروی کرتے ہوئے صرف زمین اور جو چیز اس سے اگتی ہے (لیکن کھانے اور پہننے والی نہ ہو) اس پر سجدہ اللہ کے لئے کرتے ہیں، اور درگاہ خدائے یکتا ولازوال میں مزید خشوع وخضوع اور فروتنی کے لئے خاک کربلا پر سجدہ کرتے ہیں اس لئے کہ خدا کے سامنے خاک پر سجدہ کرنا انسان کی فروتنی وخاکساری کی دلیل ہے جس سے انسان مقام بندگی وعبودیت کے بلند مرتبے اور اپنی پیدائش کے پہلے مقصد سے قریب ہوتا ہے۔

بعض نے یہ گمان کیا ہے کہ مٹی پر سجدہ کرنا خود مٹی کی عبادت ہے اور مٹی کی عبادت کرنا شرک ہے۔ (پس مٹی پر سجدہ کرنے والے مشرک ہیں) لہٰذا وہ مقام اعتراض میں یہ کہتے ہیں کہ شیعہ کیوں مٹی پر سجدہ کرتے ہیں؟ ان کے جواب میں ہم یہ بتانا چاہینگے کہ یہ دو جملے الگ الگ ہیں. ۱۔(السجود للہ) یعنی سجدہ فقط اللہ کے لئے کرنا. ۲ (السجود علی الارض) یعنی زمین پر سجدہ کرنا، ان دونوں جملوں میں فرق واضح ہے لیکن جو معترض ہے وہ ان دونوں جملوں میں فرق نہیں کرتا ہے۔ جبکہ دونوں کے معنی روشن ہیں ایک ہے اللہ کے لئے سجدہ کرنا اور دوسرے کا مطلب زمین پر سجدہ کرنا یا دوسرے الفاظ میں دونوں کو ملا کر کہیں "زمین پر اللہ کے لئے سجدہ کرنا" لہٰذا ہم ایسا ہی کرتے ہیں (یعنی زمین پر اللہ کے لئے سجدہ کرتے ہیں) یہ بنیادی بات بھی ذہن نشین رکھنا چاہئے کہ دنیا کے تمام مسلمان کسی نہ کسی چیز پر سجدہ کرتے ہیں جبکہ ان کا سجدہ خدا کے لئے ہوتا ہے اور اسی طرح تمام حاجی حضرات مسجد الحرام کے پتھروں پر سجدہ کرتے ہیں جبکہ انکا مقصد خدا کے لئے سجدہ کرنا ہے۔

اس بیان کی روشنی میں خاک (مٹی) اور گھانس پر سجدہ کرنے کا مطلب خود اسکو سجدہ کرنا نہیں ہے بلکہ عبادت وسجدہ اللہ تبارک وتعالی کے لئے ہے۔

یہیں سے دونوں جملوں کا فرق واضح ہو جاتا ہے کہ مٹی پر سجدہ کرنا اور اللہ کے لئے سجدہ کرنا جدا ہے۔ لہٰذا ہم اپنی بات کو مزید واضح کرنے کے لئے امام مکتب تشیع حضرت جعفرؑ کے اقوال کا سہارا لیتے ہوئے اور وضاحت کرنا چاہتے ہیں: ہشام کہتے ہیں کہ میں نے جن چیزوں پر سجدہ کرنا صحیح ہے ان کے متعلق امام جعفر صادقؑ سے سوال کیا۔ تو حضرتؑ نے ارشاد فرمایا: سجدہ فقط زمین اور جو چیز زمین سے اُگتی ہے (سوائے کھانے اور پینے والی چیزوں کے) اسی پر سجدہ کرنا چاہئے میں نے عرض کیا مولا آپ پر میری جان فدا ہو۔ اس کی علت کیا ہے؟ فرمایا: اس لئے کہ سجدہ خضوع وفروتنی اور عبادت پروردگار عالم ہے، اور کھانے وپینے والی چیزوں میں یہ صلاحیت نہیں پائی جاتی کی اس سے خدا کی بارگاہ میں خضوع وفروتنی حاصل کی جاسکے۔ اس لئے کہ اہل دنیا کھانے اور پینے کے غلام ہیں جبکہ انسان سجدہ کی حالت میں خدا کی عبادت کرتا ہے کیونکہ جو معبود اہل دنیا کو حیران اور سرگردان کئے ہوا سکے اوپر پیشانی رکھ کر خدا کی بارگاہ میں آئے بہتر نہیں ہے (اس لئے کہ تذلل اور اپنے کو پست وبے تکبر خدا کے سامنے پیش کرنے کا نام سجدہ ہے) زمین پر سجدہ کرنا بہتر ہے کیونکہ خدائے بزرگ وبرتر کے حضور میں خضوع وخشوع کے لئے یہی حالت سب سے زیادہ بہتر ہے. (۱)

امام علیہ السلام کے اس قول سے ثابت ہوتا ہے کہ زمین اور مٹی پر سجدہ کرنا خدا کے حضور فروتنی وخضوع کی جہت سے ہے، اور فروتنی وتذلل وبے مایہ گی

خدا کے سامنے اسکی عبادت سے بہت سادہ سازگاری اور نزدیکی رکھتی ہے۔ لہٰذا علامہ امینی رحمۃ اللہ علیہ۔ اپنی کتاب ''سیر تناوسنتنا'' میں اس حقیقت کو فاش کرتے ہیں ''سجدہ عظمتِ پروردگار کے سامنے فروتنی وتذلل کے ساتھ بجالانے کے سوا اور کوئی

)۱ (بحار الانوارج ۸۲، ص ۱۴۷، باب (مایصح السجود علیہ) ''وہ چیزیں جن پر سجدہ کرنا صحیح ہے'' طبع بیروت موسسہ الوفا سال ۱۴۰۳ھ۔ ۱۹۸۳ نقل از (علل الشرایع: (

''عن ھشام بن الحکم قال قلت لابی عبداللہؑ: اخبرنی عما یجوز السجود علیہ و عما لا یجوز؟ قال السجود لا یجوز الا علیٰ الارض او ما انبتت الارض الا ما اکل او لبس فقلت لہ: جعلت فداک، ما العلۃ فی ذالک؟ قال: لٲن السجود ھو الخضوع للہ عزوجل فلا ینبغی ان یکون علی ما یؤکل و یلبس، لان ٲبناء الدنیا عبید ما یاکلون و یلبسون، والساجد فی سجودہ فی عبادۃ اللہ عزوجل، فلا ینبغی ان یضع جبھتہ فی سجودہ علی معبود ٲبناء الدنیا الذین اغتروا بغرورھا، والسجود علی الارض افضل، لانہ ٲبلغ فی التواضع والخضوع للہ عزوجل ''

چیز نہیں ہے، اس لئے نماز پڑھنے والے کو چاہئے کہ نماز میں سجدہ کے لئے زمین کو انتخاب کرے اور سجدہ کی حالت میں پیشانی وناک کو زمین پر رکھے تاکہ اس کو اپنی حقیقت اور کم مائیگی وپست سرشت کی طرف یاددہانی ہوسکے کہ مٹی سے بناہے اور پھر مٹی میں واپس لوٹ کر جاناہے، اور پھر اسی سے اٹھایا جائیگا اور خدا کی یاد تازہ رہے پند ونصیحت سے عبرت حاصل کرے اپنے کئے پر نادم وشرمندہ ہوتا کہ فروتنی اور خاکساری اور خواہش بندگی زیادہ سے زیادہ پیدا ہوسکے، اور خودخواہی وسرکشی سے پرہیز یعنی تاریکی سے روشنی کی طرف نکل آئے۔ کہ انسان دوست وقرین مٹی ہے خداوند عالم کے سامنے) ذلیل وپست و حاجتمند کے سواء اور کچھ نہیں ہے''(۱(

ززززز

)۱(سیر تناوسنتنا ص ۱۲۵،

''والانسب بالسجدۃ التی ان ھی الا التصاغر والتذلل تجاہ عظمۃ المولی سبحانہ وجاہ کبریاۂ: ان تتخذ الارض لدیھا، مسجدا یعفر المصلیٰ بھا خدہ و یرغم ٲنفہ لتذکر الساجد للہ طینتہ الوضعیۃ الخسیسۃ التی خلق منھا والیھا یعود و منھا یعاد تارۃ اخری، حتی یتعظ بھا و یکون علی ذکر من وضاعۃ اصلہ، لیتاتی لہ خضوع روحی وذل فی الباطن وانحطاط فی النفس واندفاع فی الجوارح الی العبودیۃ وتقاعس عن الترفّع والانانیۃ، ویکون علی بصیرۃ من ان المخلوق من التراب حقیق و خلیق بالذل و المسکنۃ لیس الا ''

زمین پر سجدہ کرنے کے دلائل

سوال: ایک سوال یہاں پر اور پیدا ہوتا ہے کہ شیعہ فقط زمین اور اس سے اگنے والی چیزوں پر ہی کیوں سجدہ کرتے ہیں؟ اور دوسری کسی چیز پر سجدہ نہیں کرتے؟

جواب: اس سوال کے جواب میں ہم کہیں گے کہ جس طرح کسی بھی عبادت کے لئے ضروری ہے کہ خداوند عالم پیغمبر ﷺ کے ذریعہ اس عبادت کو لوگوں تک پہونچائے اسی طرح یہ بھی ضروری ہے، کہ اسکے شرائط واحکام بھی خدا اپنے رسولؐ کے ذریعہ ہی لوگوں پہونچائے۔ اس لئے کہ رسول خدا ﷺ قرآن کے حکم کے مطابق تمام لوگوں کے لئے اسوہ اور نمونۂ عمل ہیں۔ لہذا تمام مسلمانوں کے لئے بھی ضروری ہے کہ انہیں سے تمام دینی احکام کو سیکھیں۔

اس بنا پر پیغمبر اسلام ﷺ سے منقول متعدد حدیثیں اور آپ کی سیرت عملی اور آپ کے اصحاب وتابعین کے طریقہ عملی اور انکی روش جو عام طور سے اہل سنت کی روائی کتابوں میں موجود ہے انہیں ہم قارئین کرام کے سامنے انشاء اللہ تفصیل سے پیش کرینگے۔ اور پھر ہر شخص یہ گواہی دینے پر مجبور ہو جائیگا کہ حقیقت کیا ہے؟ نیز یہ بھی واضح ہو جائگا کہ آنحضرت ﷺ وآپ کے اہل بیتؑ اور اصحاب وتابعین کا وطیرہ یہ تھا کہ وہ زمین، یا اس سے اگنے والی چیزوں پر سجدہ کرتے تھے، ٹھیک اسی طرح جیسے آج شیعہ حضرات اکی سیرت پر چلتے ہوئے پابند عمل ہیں۔

زززز

خاک پر سجدہ پیغمبر ﷺ کی سنت ہے

حضور ختمی مرتبت ﷺ کے اقوال واحادیث دنیا کے تمام مسلمانوں کی نگاہ میں حجت اور ایسے چشمے کے مانند ہیں کہ ہر شخص اس سے استفادہ کرنے اور اسے اپنی زندگی کا لائحہ عمل قرار دینے کو لازم وواجب سمجھتا ہے۔

جس طرح شیعہ حضرات تمام امور زندگی میں بالخصوص اسلام کے بنیادی احکام کے استخراج کے سلسلہ میں اپنا مرکز و مآخذ پیغمبر ﷺ کی احادیث کو قرار دیتے ہیں اسی طرح سے سجدہ کے احکام میں بھی آنحضرت ﷺ کے اقوال کی اتباع کرتے ہیں۔ علمائے اسلام نے زمین اور اس سے اگنے والی چیزوں پر سجدہ کرنے کے متعلق بہت ساری روایتوں کو آنحضرت ﷺ سے نقل فرمایا ہے جن میں سے ہم چند احادیث کو بطور تبرک نقل کرتے ہیں۔

۱۔ محدثین حضرات نے حضور پاک ﷺ سے روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا: " زمین میرے لئے سجدہ کی جگہ اور پاکیزگی کا ذریعہ قرار دی گئی ہے "(۱ (

یہ روایت مختلف الفاظ میں حدیثوں کی متعدد کتابوں میں درج ہے جن میں سے بعض کی طرف اشارہ کیا جاتا ہے۔

۲۔ مسلم بن حجاج اپنی صحیح میں نقل کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: تمام زمین ہمارے لئے سجدہ گاہ اور پاکیزگی کا ذریعہ قرار دی گئی ہے۔(۲(

۳ ۔ بیہقی اپنی سنن میں حضور ﷺ سے اسطرح نقل کرتے ہیں: زمین میرے لئے پاک وپاکیزگی اور سجدہ کی جگہ قرار دی گئی ہے۔(۳(

۴۔ اور بحار الانوار میں اس طرح منقول ہے۔" زمین آپ ﷺ اور آپ کی امت کے لئے سجدہ گاہ اور پاک وپاکیزہ قرار دی گئی ہے" (۴(

۵۔ اور مصباح المسند میں مرقوم ہے حضور اکرمؐ نے فرمایا: تمام زمین میرے اور میری امت کے لئے سجدہ گاہ اور پاک وپاکیزگی کا ذریعہ قرار دی گئی ہے۔)۵(

مذکورروایات کی روشنی میں معلوم ہوتا ہے کہ زمین کی سطح چاہے خاک اور پتھر یا گھانس ہو اس پر سجدہ کرنا صحیح ہے اور وہ پاکیزگی کا ذریعہ قرار دی گئی ہے۔ (ہم اسکی وضاحت آئندہ بیان کرینگے) لہٰذا بغیر کسی معقول عذر کے کسی کو اس حد سے تجاوز کا حق نہیں ہے۔ یہاں پر لفظ " جعل " قانون بنانے کے معنی میں ہے جیسا کہ عبارت سے بخوبی روشن ہے. اس سے سمجھ میں آتا ہے کہ زمین پر سجدہ کرنا اسلام کے پیروکاروں کے لئے خدا کا حکم ہے۔ اور اس کی اتباع کرنا ہر مسلمان کے اوپر واجب ہے۔

)۱(صحیح بخاری ج۱ کتاب الصلاۃ ص۹۱، سنن بیہقی ج۱ ص۲۱۲، باب تیمم بالصعید الطیب، اقتضاء صراط المستقیم (ابن تیمیہ) ص۳۳۲، صحیح مسلم ج۱ ص۳۷۱، سنن نسائی ج۱ باب تیمم بالصعید ص۲۱۰، سنن ترمذی ج۲ ص۱۳۳، ۱۳۱ ج۴ ص۱۲۳.

"جعلت لی الارض مسجداً وطہوراً

)۲ (صحیح مسلم ج۱ ص۳۷۱ وسیر تناو سنتنا میں نسائی، ترمذی، اور ابوداؤد سے نقل کرتے ہوئے:

''جعلت لنا الارض کلها مسجداً و طهوراً''

۳)(سنن بیہقی ج۶ ص ۲۹۱ :

''جعلت لی الارض طیبۃ و طہوراً و مسجداً''

۴) (بحار الانوار ج ۸۳ ص ۲۷۷ :

''جعلت لک و لامتک الارض کلها مسجداً و طهوراً''

۵) (مصباح المسند، شیخ قوام الدین :

''وجعلت الارض کلها لی و لامتی مسجداً و طهوراً''

ززززز

۴

حکم رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زمین پر سجدہ کرو

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول بہت زیادہ روایتیں اس دلالت کرتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسلمانوں کو زمین پر سجدہ کرنے کا حکم دیتے تھے جس کے ثبوت کے لئے چند احادیث کو قارئین کرام کی خدمت میں پیش کرتے ہیں۔

۱۔ زوجۂ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ام سلمہ نقل کرتی ہیں: کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اپنے چہرے کو اللہ کی عبادت کے لئے زمین پر رکھو۔(۱(

۲۔ صاحب المصنف، خالد جہمی سے نقل کرتے ہیں: پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صہیب کو دیکھا کہ خاک پر سجدہ کرنے سے گریز کر رہا ہے تو آپ نے فرمایا: اے

صہیب! اپنے چہرے کو زمین پر رکھ۔(۲ (

)۱ (کنزالعمال، ج۷، طبع حلب، ص ۴۶۵، کتاب الصلاۃ.

’’ترّب وجھک للّہ ‘‘

)۲ (المصنف، ج۱، ص ۳۹۲.

’’رآی النّبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صھیباً یسجد کانّہ یتّقی التّراب فقال لہ النّبیؐ: ترّب وجھک یا صھیب‘ ‘

۳۔کتاب ارشاد الساری میں ہے کہ پیغمبر ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے معاذ سے یہ فرمایا:’’ اپنے چہرے کو خاک پر رکھا کرو‘‘(۱ (

۴۔کنزالعمال، الاصابہ، اور اسد الغابہ میں منقول ہے کہ پیغمبرؐ نے (رباح نامی شخص سے) فرمایا: اے رباح اپنی پیشانی خاک پر رکھا کرو۔(۲ (

اسی کے مثل اور بہت کثرت سے روایات فریقین (سنی وشیعہ) کی کتابوں میں موجود ہیں جن میں لفظ۔

’’ترب‘‘ (جو ارشاد پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ذکر ہوا ہے) سے دو باتیں واضح ہو جاتی ہیں۔

۱۔انسان کو چاہئے کہ سجدہ کی حالت میں پیشانی’’ تراب‘‘ خاک پر رکھے

۲۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حکم ہے کہ زمین پر سجدہ کرو۔ جس پر تمام حالات میں عمل ضروری ہے اس لئے کہ ’’ ترب‘‘ تراب سے بنایا گیا ہے جسکے معنی ہیں خاک(مٹی) اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسکو امر کے طور پر استعمال کیا ہے یعنی خاک پر پیشانی رکھو۔خاک پر سجدہ کرنے کا فلسفہ یہ ہے کہ انسان نہایت فروتنی وخضوع کے

)۱(ارشاد الساری، ج ا ص ۴۰۵.

’’قال صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لمعاذ: عفّر وجھک فی التّراب ‘‘

)۲ (کنزالعمال ج ۴، ص ۹۹، ۲۱۲ دوسرا طبع، ج ۷، ص ۳۲۴، الاصابۃ ج ۱، ص ۵۰۲، شمارہ ۲۵۶۲ ۔اسد الغابۃ ج ۲، ص ۱۶۱.

’’قال النّبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا رباح ترّب‘‘

ساتھ درگاہ خدا میں اپنے سر کو سجدہ میں رکھ دے یہ روش انسان کو تکبر وغرور اور خود پسندی وسرکشی سے نجات دلاتی ہے۔

حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب بھی تم میں سے کوئی شخص نماز پڑھے، اپنی پیشانی اور ناک کو زمین پر رکھے تاکہ خدا کے سامنے انسان کی ناتوانی اور ذلت وکمزوری ظاہر ہو سکے۔(۱ (

ززززز

۱) (النھایۃ(ابن اثیر) ج ۲ مادہ رغم.
"اذا صلیٰ احد کم فلیلزم جبہتہ وانفہ الارض حتیٰ تخرج منہ الرغم ان یظھر ذلہ وخضوعہ "

سجدے کی حالت میں عمامہ ہٹانے کا حکم

زمین پر سجدہ کرنے کے دلائل میں سے حضور ختمی مرتبت ﷺ کا وہ حکم بھی ہے جو آپ نے سجدہ کی حالت میں پیشانی سے دستار ہٹانے کے بارے میں دیا تھا، محدثین نے کثرت سے ایسی حدیثوں کو ذکر کیا ہے جو یہ بیان کرتی ہیں کہ آنحضرتؐ نے ان لوگوں کو جو حالت سجدہ میں (عمامہ) پگڑی کے کناروں کا سہارا لیا کرتے تھے، ان کو سختی سے منع فرمایا، لہٰذا قارئین محترم کی سہولت کے لئے چند روایتوں کو بطور تبرک پیش کرتے ہیں۔

۱۔ صالح سبائی کہتے ہیں: کہ رسول خدا ﷺ نے اپنے پہلو میں ایک شخص کو سجدے کی حالت میں پیشانی پر عمامہ باندھے ہوئے دیکھا تو اس کی پیشانی سے عمامہ ہٹا دیا۔(۱)

۲۔ عیاذ بن عبداللہ قرشی کہتے ہیں: حضرت ﷺ نے ایک شخص کو عمامے

۱) (سنن بیہقی ج ۲، ص ۱۰۵.
"ان رسول اللہ ﷺ رای رجلاً یسجد بجنبہ وقد اعتم علیٰ جبہتہ، فحسر رسول اللہ ﷺ عن جبہتہ."

کے کناروں پر سجدہ کرتے ہوئے دیکھا تو ہاتھ سے اشارہ کرتے ہوئے فرمایا اپنے عمامے کو اتار دے اور پھر پیشانی کی طرف اشارہ فرمایا۔(۱)

۳۔ کنزالعمال اور سنن بیہقی میں امیر المومنین علیؑ سے منقول ہے کہ جب بھی تم میں کوئی نماز پڑھنا چاہے تو اس کے لئے ضروری ہے کہ سجدہ میں پیشانی سے عمامہ کو ہٹا لے۔(۲)

۴۔ بحار الانوار میں دعائم الاسلام سے یہ نقل ہے کہ روایات میں ذکر ہے کہ حضرت رسول خدا ﷺ نے نماز پڑھنے والوں کو کپڑے اور عمامہ کے

کناروں پر سجدہ کرنے سے منع فرمایا ہے۔(۳(

ان تمام روایات سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضرتؐ کے زمانہ میں بھی کپڑوں پر سجدہ کرنا ممنوع اور زمین پر سجدہ کرنا واجب تھا۔اس لئے اگر کوئی شخص پگڑی یا دامن کے کناروں پر سجدہ کرتا تھا تو اسکو آنحضرتؐ اس کام سے منع فرماتے تھے ورنہ اگر سجدہ تمام چیزوں پر صحیح ہوتا تو آنحضرتؐ کی طرف سے ایسی نہیں اور ممانعت نہ ہوئی ہوتی۔

)۱ (سنن بیہقی ج ۲، ص ۱۰۵.

''رای رسول اللہ ﷺ رجلاً یسجد علیٰ کور عمامتہ فاومابیدہ: ارفع عمامتک واومااِلیٰ جبہتہ''

)۲ (کنزالعمال ج ۴، ص ۲۱۲۔ط دیگر ج ۸، ص ۸۶ سنن بیہقی ج ۲، ص ۱۰۵.

''اذاکان احدکم یصلی فلیحسر العمامۃ عن وجہہ''

)۳ (بحارالانوار ج ۸۵، ص ۱۵۶.

''عن النبی ﷺ انہ نھیٰ ان یسجد المصلی علیٰ ثوبہ او علیٰ کمہ او علیٰ کور عمامتہ''

سجدہ حضور ﷺ کی نگاہ میں

تمام مسلمانوں کو یقین ہے کہ نبی کریم ﷺ تمام لوگوں سے افضل و برتر ہیں اور آپ ﷺ کا طور طریقہ ، رفتار گفتار و اخلاق بھی دنیا کے تمام لوگوں سے اچھا اور پسندیدہ ہونا چاہئے تاکہ ہر کلمہ گو کے لئے ان کی سیرت صاف و شفاف پانی کی طرح صاف اور روز کی طرح روشن اور اندھیری رات میں روشن چراغ کے مانند فروزاں رہے اور ہر انسان اپنی زندگی کے ہر مرحلے میں اس پاک و پاکیزہ سیرت سے درس حاصل کرسکے جیسا کہ قرآن مجید آنحضرت ﷺ کے اخلاق حسنہ کی توصیف اسطرح کررہا ہے۔

)لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِی رَسُولِ اللہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ لِّمَنْ کَانَ یَرْجُوا اللہَ وَالْیَوْمَ الْآخِرَ وَذَکَرَ اللہَ کَثِیراً((۱)۔

''مسلمانوں تمہارے واسطے تو خود رسول ایک اچھا نمونہ تھے (مگر ہاں) یہ اس شخص کے واسطے ہے جو خدا اور روز آخرت کی امید رکھتا اور اللہ کو بہت یاد کرتا ہو''

)۱ (سورۂ احزاب آیت ۲۱

)لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِی رَسُولِ اللہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ لِّمَنْ کَانَ یَرْجُوا اللہَ وَالْیَوْمَ الْآخِرَ وَذِکْرُ اللہَ کَثِیراً(

لہٰذا ہمارے لئے ضروری ہے کہ ہر چیز کی طرح زمین پر سجدہ کے مسئلہ میں بھی آنحضرت ﷺ کی سیرت اور آپکی روش کی پیروی کریں اور انکے طریقہ

کو اپنے لئے نمونہ عمل قرار دیں۔ لہٰذا اب احادیث کی روشنی میں اہل سنت کی کتابوں سے ہم حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عملی سیرت بیان کر رہے ہیں۔

جو روایات اس بارے میں موجود ہیں ان سے استفادہ ہوتا ہے کہ آنحضرت زمین اور اس سے اگنے والی چیزیں جیسے گھانس یا چٹائی وغیرہ پر سجدہ کیا کرتے تھے۔ شیعہ حضرات نے جو راہ اختیار کی ہے، یہ وہی راستہ جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے اہل بیت کی پیروی سے حاصل ہوا ہے اس بنا پر ہم متعلقہ روایتوں کو دو حصوں میں بیان کریں گے۔

پہلا حصہ: وہ حدیثیں جنمیں یہ ذکر ہوا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زمین اور خاک وغیرہ پر سجدہ کرتے تھے۔

دوسرا حصہ: وہ حدیثیں جنمیں یہ ذکر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گھانس اور اس سے بنی ہوئی چیزیں جیسے چٹائی وغیرہ پر سجدہ کرتے تھے۔

پہلی قسم کی روایتیں: اس قسم کی چند روایتوں کو آپکی خدمت میں پیش کیا جا رہا ہے۔

۱۔ وائل بن حجر کہتے ہیں: کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس وقت سجدہ کرتے تھے تو اپنی پیشانی اور ناک کو زمین پر رکھا کرتے تھے۔ (۱)

۲۔ ابن عباس کہتے ہیں: پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پتھر پر سجدہ کیا ہے۔ (۲)

۳۔ ام المومنین عائشہ سے منقول ہے کہ میں نے کبھی بھی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو (سجدہ کی حالت میں) پیشانی پر کوئی چیز رکھتے نہیں دیکھا۔ (۳)

حضرت عائشہ کی بات کا خلاصہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیشہ زمین پر سجدہ کیا اور جو بھی چیز زمین اور پیشانی کے درمیان فاصلہ ہوئی اس سے اجتناب فرمایا ہے۔

۴۔ احمد بن شعیب نسائی اپنی سنن میں ابو سعید خدری (نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابی) سے نقل کرتے ہیں: کہ میں نے اپنی ان دونوں آنکھوں سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیشانی اور ناک پر پانی اور مٹی کے اثرات دیکھے ہیں۔ (۴)

(۱) احکام القرآن (جصاص حنفی) ج ۳، ص ۲۰۹ طبع بیروت.

"رایت النبیؐ اذا سجد وضع جبهته وانفه علی الارض"

(۲) سنن بیهقی، ج ۲، ص ۱۰۲:

"ان النبی (ص) سجد علی الحجر"

(۳) المصنف ج ۱ ص ۳۹۷ و کنز العمال ج ۴ ص ۲۱۲ دوسری طبع میں: ج ۸ ص ۸۵:

"ما رأیت رسول الله (ص) متقیا وجهه بشیء" تعنی فی السجود

(۴) سنن نسائی ج ۲ ص ۲۰۸، السجود علی الجبین:

"بصرت عینای رسول الله (ص) علی جبینه و أنفه أثر الماء والطین"

اس مضمون سے ملتی جلتی متعدد حدیثیں صحیح بخاری، سنن بیهقی، سنن ابی داؤد وغیرہ میں بھی وارد ہوئی ہیں۔

ان جیسی دیگر حدیثوں سے بخوبی روشن ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بارش کے موسم میں بھی (دیگر تمام چیزوں پر سجدہ کرنے بجائے) زمین پر سجدہ کرنے کو ترجیح دیتے تھے۔ جیسا کہ بیان ہوا پانی اور مٹی کے اثرات آپکی پیشانی مقدس پر نقش ہو جاتے تھے۔

۵۔صاحب مجمع الزوائد، ابن زہرہ سے نقل کرتے ہیں: کہ ایک دن بارش کے موسم میں آنحضرت ﷺ نے ایسا سجدہ کیا کہ پانی اور مٹی کے اثرات کو میں نے ان کی پیشانی پر مشاہدہ کیا۔(۱(

اور دوسری روایتیں ایسی بھی وارد ہوئی ہیں: کہ آنحضرت ﷺ شدید جاڑے یا بارش کے موسم میں اپنی عبا یا لباس کو فقط اپنے ہاتھوں یا پیروں کی جگہ رکھتے تھے۔ان احادیث سے یہ استفادہ ہوتا ہے کہ آپ ﷺ حالت اضطرار (جیسے شدید جاڑے اور برسات کے موسم) میں بھی اپنی پیشانی اور زمین کے درمیان کسی کپڑے وغیرہ سے فاصلہ نہیں قرار دیتے تھے۔کیونکہ ہمیں ایسی کوئی حدیث دیکھنے کو نہیں ملی جس میں یہ ذکر ہو کہ حضرت ﷺ نے جاڑے اور بارش کی وجہ سے پیشانی پر عمامہ باندھ کر نماز پڑھی ہے۔

۶۔ابن عباس کہتے ہیں: میں نے دیکھا کہ رسولخدا ﷺ صبح کی ٹھنڈک،

)۱(مجمع الزوائد، ج۲، ص، ۱۲۶ :

"سجد رسول اللہ(ص) فی یوم مطیر حتی انی لا انظر الی أثر ذلک فی جبھتہ وارنبتہ"

سفید چادر میں (لپٹے ہوئے) نماز پڑھ رہے تھے،اور اسی عبا کے ذریعہ اپنے ہاتھوں اور پیروں کو اس شدید سردی اور زمین کی ٹھنڈک سے بچاتے تھے ۔(۱(

۷۔دوسرے مقام پر کہتے ہیں: میں نے آنحضرت ﷺ کو بارش کے موسم میں (نماز کی حالت میں) دیکھا کہ آپ سجدہ کرتے وقت گیلی مٹی سے بچنے کیلئے اپنے دونوں ہاتھوں کو عبا پر رکھ لیا کرتے تھے۔(۲(

۸۔ابن ماجہ اپنی سنن میں عبد اللہ بن عبد الرحمن سے نقل کرتے ہیں: کہ رسول خدا ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور ہمارے ساتھ مسجد بنی عبد الاشہل میں نماز پڑھی سجدہ کی حالت میں دونوں ہاتھوں کو چادر پر رکھ لیا کرتے تھے۔(۳(

۹۔اسی طرح چند واسطوں کے ذریعہ ثابت بن صامت سے یہ نقل کرتے ہیں کہ پیامبر گرامی ﷺ مسجد بنی عبد الاشہل میں عبا اوڑھے ہوئے نماز پڑھ رہے

)۱(سنن بیہقی، ج۲، ص، ۱۰۶ :

"رأیت رسول اللہ(ص) یصلی فی کساء أبیض فی غداۃ باردۃ یتقی بالکساء برد الارض بیدہ ورجلہ"

)۲ (سیر تناو سنتنا(ص) ۱۳۲۔احمد ابن حنبل کے حوالہ سے

"لقد رأیت رسول اللہ(ص) فی یوم مطیر وھو یتقی الطین اذا سجد بکساء علیہ یجعلہ دون یدیہ الی الارض اذا سجد"

)۳(سنن ابن ماجہ ج، ۱ باب السجود علی الثیاب فی الحر والبرد، ص ۳۲۸

"جائنا النبی(ص) فصلی بنا فی مسجد بنی عبد الاشہل، فرأیتہ واضعاً یدیہ علی ثوبہ اذا سجد"

تھے سجدہ کی حالت میں ٹھنڈے پتھروں سے اپنے ہاتھوں کو محفوظ رکھنے کے لئے انھیں چادر پر رکھ لیا کرتے تھے۔(۱(

دوسری قسم کی روایتیں: یہ وہ روایتیں ہیں جو یہ بیان کرتی ہیں کہ " حضرت گھانس یا اس سے بنی ہوئی چیزیں جیسے چٹائی وغیرہ پر سجدہ ادا کرتے تھے" اس طرح کی روایتوں کو سنی اور شیعہ دونوں علماءوں نے اپنی اپنی کتابوں میں ذکر کیا ہے۔ یہاں اپر ہم اہلسنت کی معتبر کتابوں سے کچھ حدیثوں کو پیش کررہے ہیں۔

۱۔ ابوسعید کہتے ہیں: میں حضور کی خدمت میں اس وقت حاضر ہوا جب آپ چٹائی پر نماز پڑھ رہے تھے۔(۲ (

۲۔ انس بن مالک وابن عباس اور آنحضرت ﷺ کی بعض بیبیاں جیسے ام المومنین عائشہ جناب وام سلمہ وحضرت میمونہ نے روایت کی ہے کہ پیغمبر ﷺ خمرہ (ایک قسم کی چٹائی ہے جو کھجور کے پتوں سے بنائی جاتی ہے) پر سجدہ کرتے تھے۔(۳(

)۱(سنن ابن ماجہ، ج، ۱ ص، ۳۲۸.

"ان رسول اللہ(ص) فی بنی عبدالاشہل وعلیہ کساء متلفف بہ، یضع یدیہ علیہ یقیہ بردالحصی"

)۲ (سنن بیہقی، ج۲، ص، ۴۲۱، کتاب الصلات، باب الصلاۃ علی الحصیر.

"دخلت علی رسول اللہ(ص) وھو یصلی علی حصیر "

)۳(سنن ابن ماجہ، ج ۱ باب الصلاۃ علی الخمرۃ، ص ۳۲۸ وسنن بیہقی، ج ۲ ص، ۴۲۱ ومسند احمد، ج ۱ :

"کان رسول اللہ(ص) یصلی علی الخمرۃ"

۳۔ ابوسعید خدری سے یہ بھی نقل ہے کہ: میں نے آنحضرت ﷺ کو چٹائی پر نماز پڑھتے ہوئے اور اسی پر سجدہ کرتے ہوئے دیکھا ہے۔(۱ (

۴۔ فتح الباری میں زوجۂ رسول عائشہ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ کے پاس ایک چٹائی تھی جسے بچھا کر آپ اسکے اوپر نماز پڑھا کرتے تھے۔(۲(

۵ ۔ بحار الانوار میں حضرت علی بن ابی طالبؑ سے منقول ہے: کہ آنحضرتؐ نے چٹائی پر نماز پڑھی۔(۳(

۶ ۔ انس کہتے ہیں حضور اکرم ﷺ خمرہ(چٹائی) پر نماز پڑھتے اور اسی پر سجدہ کیا کرتے تھے۔(۴ (

۷۔ صحیح مسلم اور دوسری کتابوں میں انس سے منقول ہے کہ آنحضرت ﷺ سب سے زیادہ خوش اخلاق تھے، اگر کبھی نماز کا وقت ہوتا اور آپ ہمارے

)۱(سیر تنا وسنتنا، ص ۱۳۰۔ بحوالہ صحیح مسلم.

"فرأیتہ یصلی علی حصیر یسجد علیہ "

)۲(فتح الباری، ج ۱ ص، ۴۱۳.

"ان النبی(ص) کان لہ حصیر یبسطہ ویصلی علیہ"

)۳(بحار الانوار ج ۸۵ ص، ۱۵۷ .

"ان رسول اللہ(ص) صلی علی حصیر"

۴)معجم اوسط وصغیر طبرانی.

"کان رسول اللہ(ص) یصلی علی الخمرۃ ویسجد علیھا"

گھر میں ہوتے تو حکم کرتے کہ زمین پر بچھی چٹائی کو صاف کریں اور پانی چھڑ کیں پھر آپ نماز پڑھاتے تھے اور ہم آپکی امامت میں نماز پڑھتے تھے وہ چٹائی کھجور کے پتوں کی بنی ہوئی تھی۔(۱)

۸۔ مسلم بن حجاج واحمد بن حنبل وابو عبداللہ بخاری اور دوسرے علماء نے نقل کیا ہے کہ انس بن مالک کہتے ہیں: " وہ چٹائی جو پرانی ہونے کی وجہ سے کالی ہوگئی تھی میں نے اسے پانی سے صاف کیا اور اس وقت حضرت ﷺ نے اس پر کھڑے ہو کر نماز پڑھی"۔(۲)

۹۔ مسلم بن حجاج اپنی صحیح میں نقل کرتے ہیں: کہ ابو سعید خدری کہتے ہیں: میں آنحضرت ﷺ کے پاس پہنچا تو دیکھا کہ آپ نماز میں مشغول ہیں اور جس چٹائی پر نماز پڑھ رہے ہیں اسی پر سجدہ (بھی) کر رہے ہیں۔(۳)

۱) صحیح مسلم ج ۱ ص ۴۵۷ و سنن بیہقی ج ۲ ص ۴۳۶ و مسند احمد ج ۳ ص ۲۱۲ غیرہ

"کان رسول اللہ(ص) احسن الناس خلقا فربما تحضر الصلاۃ وھو فی بیتنا فیأمر بالبساط الذی تحتہ فیکنس ثم ینضح ثم یوم رسول اللہ(ص) و نقوم خلفہ فیصلی بنا وکان بساطھم من جرید النخل"

۲) صحیح مسلم ج ۱ ص ۴۵۷ و صحیح بخاری ج ۱ ص ۱۰۷۔۲۱۸ و مسند احمد ج ۳ ص ۱۳۰ و غیرہ:

"قال انس بن مالک: فقمت الی حصیر لنا قد اسود من طول مالبس فنضحتہ بماء فقام علیہ رسول اللہ(ص) ... فصلّی لنا"

۳) صحیح مسلم ج ۱ ص ۴۵۸

"عن ابی سعید الخدری: انہ دخل علیٰ رسول اللّٰہ ﷺ فوجدہ یصلّی علیٰ حصیر یسجد علیہ"

۱۰۔ انس بن مالک سے روایت ہے، پیغمبر ﷺ جب کبھی ام سلیم کی ملاقات کے لئے تشریف لاتے اور نماز کا وقت ہو جاتا تو ہمارے فرش پر کہ جو چٹائی کا تھا پانی چھڑک کر نماز کے لئے کھڑے ہو جاتے تھے۔(۱)

مندرجہ ذیل روایات کی روشنی میں حضرت رسول خدا ﷺ کی سیرت اور آپ کا وطیرہ کھل کر سامنے آجاتا ہے، کہ آپ ہمیشہ زمین (مٹی) اور گھانس یا جو چیزیں اس سے بنائی جاتی ہے جیسے چٹائی وغیرہ پر سجدہ کیا کرتے تھے، اور دوسرے یہ کہ ان روایات میں کہیں بھی نہیں ملتا کہ آنحضرت ﷺ نے کسی کھائی اور پہنے جانے والی چیزوں پر سجدہ کیا ہو۔

یہ وہی طریقہ ہے جس کو شیعہ حضرات نے اختیار کیا ہے، اور وہ اسی کے اوپر گامزن ہیں اس لئے کہ شیعہ حضرات وحی الٰہی اور قرآن مجید کے بعد سرور کائنات اور ائمہ اطہارؑ کی سنت و سیرت کے پابند ہیں اور تمام مسلمانوں کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ ان کی پیروی کریں اور ان کے حدود سے خارج نہ ہوں۔

زززز

)۱(طبقات الکبریٰ ج ۸ ص ۳۱۲ و سنن ابی داؤد ج ۱ ص ۱۷۷ :

وعن انس بن مالک قال: "کان النبی (ص) یزورام سلیم احیاناً فتدرکہ الصلاۃ فیصلی علی بساط لنا وھو حصیر ینضحہ بالماء"

۵

اصحاب پیغمبر کا طریقہ

اصحاب کے بیانات:

صحابہ کرام کا وطیرہ بھی یہی تھا کہ وہ لوگوں کو زمین پر سجدہ کرنے کا حکم دیتے اور پہنی جانے والی چیزوں پر سجدہ کرنے سے منع فرماتے تھے۔ لہٰذا ہم فقط دو اصحاب پیغمبر ﷺ کے اقوال آپ حضرات کے سامنے پیش کرنے پر اکتفا کرینگے۔

۱۔ سنن کبرائے بیہقی میں حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام سے یہ حدیث منقول ہے: کہ حضرتؑ نے فرمایا جب کوئی سجدہ میں جانا چاہے تو عمامہ کو پیشانی سے ہٹالے۔ (۱(

۲۔ حاکم نیشاپوری نے مستدرک میں اور بیہقی نے سنن الکبریٰ میں ابن عباس سے یہ نقل کیا ہے کہ جو شخص سجدہ کی حالت میں اپنی پیشانی اور ناک کو زمین سے نہ لگائے اسکی نماز صحیح اور قابل قبول نہیں ہے۔ (۲(

)۱(السنن الکبریٰ ج ۲ ص ۱۰۵.

"اذا کان احدک (م یصلی فلیحسر العمامۃ عن جبھتہ"

)۲(مستدرک حاکم ج ۱ ص ۲۷۰ و سنن بیہقی ج ۲ ص ۱۰۴، ۱۰۳.

"من لم یلزق أنفہ مع جبھتہ الارض اذا سجد لم تجز صلاتہ"

اصحاب کی سیرت:

تمام اسلامی علماء اور محدثین نے احادیث کی کتابوں میں سجدہ سے متعلق اصحاب اور تابعین پیغمبر ﷺ کی عملی سیرت کو کم و بیش بیان کیا ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اصحاب و تابعین اختیاری حالت میں زمین (حتیٰ پتھر و خاک) پر سجدہ کیا کرتے تھے اور لباس یا کپڑے وغیرہ پر سجدہ کرنے سے گریز کرتے تھے۔ اس ضمن میں بعض احادیث قارئین کی خدمت میں پیش کی جارہی ہیں۔

۱۔ نافع کہتے ہیں: کہ عبداللہ بن عمر سجدہ میں پیشانی کو زمین تک پہونچانے کے لئے عمامہ اتارتے تھے (۱(

۲۔ ابن سعد اپنی کتاب طبقات الکبریٰ میں نقل کرتے ہیں: کہ مسروق بن اجدع سفر کے دوران مٹی کے ٹھیکرے کو اپنے ساتھ رکھتے تھے تاکہ کشتی میں

پر سجدہ کر سکیں۔(۲(

واضح رہے کہ مسروق بن اجدع تابعین رسول اور ابن مسعود کے خاص اصحاب میں سے تھے، اور صاحب طبقات الکبریٰ نے انکو اہل کوفہ کے راویوں میں طبقہ اولیٰ کی فہرست میں ذکر کیا ہے کہ جنھوں نے رسول اسلام ﷺ کے بعد ابو بکر و عمر و

)۱(سنن بیہقی ج۲ص۱۰۵طبع ۱ (حیدر آباد دکن) کتاب الصلاۃ، باب الکشف عن السجدۃ فی السجود

''ان ابن عمر کان اذا سجد وعلیہ العمامۃ یرفعھا حتی یضع جبھتہ بالارض ''

)۲(الطبقات الکبری، ج۶ص۷۹طبع بیروت: مسروق بن اجدع کے احوال میں :

''کان مسروق اذا خرج یخرج بلبنۃ یسجد علیھا فی السفینۃ''

عثمان و علی اور عبد اللہ بن مسعود وغیرہ سے بالمشافحہ روایت نقل کی ہے۔

صدر اسلام کی شخصیتوں کا یہ طریقہ کار ان لوگوں کی باتوں کو کہ جو خاک کربلا ساتھ رکھنے کو بدعت اور شرک سے تعبیر کرتے ہیں بے بنیاد قرار دیتا ہے اور ان بزرگان اسلام کا ہمیشہ مٹی پر سجدہ کرنا اور سفر میں اسے ساتھ لے جانا اس بات کی دلیل ہے کہ تمام چیزوں پر سجدہ کرنا صحیح نہیں ہے، ورنہ معروف و مشہور تابعی مسروق بن اجدع ٹھیکرے کے ٹکڑے کو اپنے ساتھ کیوں رکھتے؟ کیا شیعوں کے علاوہ صدر اسلام ان بزرگوں کی پیروی کوئی اور کرتا ہے ؟ !

۳۔رزین کہتے ہیں: علی بن عبد اللہ بن عباس نے میرے پاس لکھا: کہ میرے لئے کوہ مروہ کے پتھر کی ایک تختی بھیجدے تاکہ میں اسپر سجدہ کیا۔(۱(

علی بن عبد اللہ بن عباس جو تابعین سے ہیں انکے خط سے دو چیزیں معلوم ہوتی ہیں۔

الف: علی بن عبد اللہ بن عباس کا پتھر پر سجدہ کرنے کا پابند ہونا جو زمین کا جزء ہے، اور اپنے ساتھ اس کو رکھنا توحید اور خدا کی عبادت کے عین مطابق ہے اور یہ باعث شرک نہیں اور نہ پتھر کی پوجا ہے۔

ب: ان کے علاوہ صدر اسلام کی بزرگ شخصیتیں پاک اور مقدس سرزمین

)۱ (اخبار مکۃ(ازرقی) ج۳ص۱۵۱ :(رزّین کے حوالے سے(

''کتب الی علی بن عبد اللہ بن عباسؓ ان ابعث الیّ بلوح من احجار المروۃ اسجد علیہ''

کیٹکڑے(جیسے مروہ) کو اپنے ساتھ رکھتی تھیں اور وہ اس پر سجدہ کرنے کو ترجیح دیتے تھے، اور اس کو بطور تبرک مس کرتے اور چومتے تھے۔

اس بنا پر جو لوگ شیعوں کو زمین پر سجدہ کرنے اور خاک شفاء کو اپنے ساتھ رکھنے کی بنا پر مشرک اور اس عمل کو غیر خدا کی عبادت کہتے ہیں، ان کی یہ باتیں بے بنیاد ہیں اور وہ ایسے جاہل ہیں جو حضور اکرم ﷺ کے اصحاب اور تابعین کے حالات سے بھی آگاہی نہیں رکھتے ہیں۔

۴۔ابی امیہ کہتا ہے: ابو بکر زمین پر سجدہ کیا کرتے تھے(یا نماز پڑھا کرتے تھے) (۱(

۵ ۔ابو عبیدہ کہتا ہے: ابن مسعود زمین کے علاوہ کسی چیز پر سجدہ نہیں کرتے تھے(یا نماز نہیں پڑھتے تھے)(۲(

۶۔عبد اللہ بن عمر سے نقل ہوا ہے: کہ وہ عمامہ کے کنارے پر سجدہ کرنے کو پسند نہیں کرتے تھے بلکہ اسے ہٹا دیتے تھے۔(۳(

(۱) المصنف ج ۱ ص ۳۹۷.

"ان ابا بکر کان یسجد او یصلی علی الارض "....

(۲) المصنف ج ۱ ص ۳۶۷ و مجمع الزوائد ج ۲ ص ۵۷ : بحوالہ طبرانی.

"ان ابن مسعود لا یسجد۔ او قال: لا یصلی۔ الا علی الارض "

(۳) سنن بیہقی ج ۲ ص ۱۰۵ او المصنف ج ۱ ص ۴۰۱.

"عن عبد اللہ بن عمر انہ کان یکرہ ان یسجد علی کور عمامتہ حتی یکشفھا "

۷۔ بیہقی عبادہ بن ثابت کے متعلق کہتے ہیں: کہ جب بھی وہ نماز پڑھتے تو اپنی پیشانی سے عمامہ کو ہٹا لیتے تھے۔(۱)

مذکورہ روایات سے معلوم اور بخوبی واضح ہوتا ہے کہ اسلام کے ابتدائی زمانہ میں جب سجدہ کا حکم نازل ہوا تو، تمام مسلمان اور بالخصوص آنحضرت ﷺ زمین پر سجدہ کیا کرتے تھے، اور اگر کوئی سجدہ کی حالت میں زمین یا پیشانی پر کپڑا رکھتا تو آنحضرت ﷺ سختی سے اسے منع فرماتے تھے۔ لہٰذا یہ بات یقینی ہے کہ آنحضرتؐ کی سیرت، صحابہ کا طریقہ، اور تابعین کی روش، یہی تھی کہ وہ زمین کے اجزاء خاک اور پتھر یا گھانس کی بنی ہوئی چٹائی پر سجدہ کیا کرتے تھے۔

اس بارے میں اور بہت سی روایات بھی موجود ہیں جو یہ بیان کرتی ہیں کہ گرمی کے موسم میں عرب کی شدید گرمی، بدن جھلسا دینے والی سورج کی تپش اور تپتی ہوئی زمین، اور پتھروں پر اس حال میں سجدہ کرنا نہایت دشوار ہے، ایسے حالات میں بھی صحابہ کرام پتھر اور زمین پر سجدہ کرنے کے پابند تھے اسی لئے جلتے ہوئے پتھر کو ہاتھ میں لے کر ٹھنڈا ہی سجدہ کرتے تھے۔ اس مقام پر ہم قارئین کرام کے لئے صدر اسلام کے مسلمانوں کی سیرت اور اکرتے، یا پھر کسی دوسرے طریقہ سے ٹھنڈا کر کے اس پر سجدہ کرتے تھے، ورنہ پھر اسی تپتی ہوئی زمین پر ننگے سجدہ کے طریقے پر مشتمل

(۱) سنن بیہقی ج ۲ ص ۱۰۵.

"انہ کان اذا قام الی الصلاۃ حسر العمامۃ عن جبھتہ"

چند روایات پیش کر رہے ہیں۔

۸۔ جابر بن عبد اللہ انصاری کہتے ہیں: کہ میں حضور سرور کائنات ﷺ کے ساتھ نماز ظہر پڑھنے کے لئے ایک مٹھی پتھر لیکر ٹھنڈا کرتا تھا تاکہ اس پر سجدہ کر سکوں۔(۱)

یہ حدیث بہت سی کتابوں میں مذکور ہے۔ جیسے احمد بن حنبل کی مسند، سنن بیہقی، کنز العمال، سنن نسائی، و سنن داؤد اور مختلف الفاظ و عبارت کے ساتھ جابر اور انس وغیرہ سے منقول ہے۔

بیہقی اپنی سنن میں مذکورہ روایت کو انس سے نقل کرنے کے بعد اپنے استاد سے اسطرح نقل کرتے ہیں: استاد نے فرمایا: اگر پہنے ہوئے لباس پر سجدہ جائز ہوتا تو ہاتھ سے پتھر ٹھنڈا کرنے سے زیادہ آسان یہی تھا کہ اپنے لباس پر ہی سجدہ کر لیا جائے۔(۲)

یہیں سے معلوم ہوتا ہے کہ صدر اسلام کے مسلمانوں اور اصحاب آنحضرتؐ لباس و پوشاک پر سجدہ کرنے کو جائز نہیں جانتے تھے، ورنہ سجدہ کے لئے

)۱(مسند احمد ج۱، ص۳۸۸۔۴۰۱۔۴۳۷۔۴۶۲۔

''کنت اصلی مع رسول اللہ(ص) الظہر فآخذ قبضۃ من حصی فی کفی لتبرد حتی اسجد علیھا من شدۃ الحر'' اوراس کی مثل سنن بیہقی ج۱ ص۴۳۹، میں وارد ہوئی ہے۔

)۲ (سنن بیہقی ج۲، ص۱۰۵،۱۰۶ :

''قال الشیخ: ولو جاز السجود علی ثوب متصل بہ، لکان ذلک اسھل من تبرید الحصی فی الکف ووضعھا للسجود''

کنکروں کو ٹھنڈا کرنے پر کوئی وجہ نہ ہوتی کہ پتھر کو ہاتھ میں لیکر ٹھنڈا کریں اور پھر اسی پر سجدہ بجالائیں اگر کپڑوں پر سجدہ جائز ہوتا تو ہر ایک مسلمان و صحابی جلتی ہوئی زمین پر کپڑے رکھکر نماز پڑھ لیتا اور پتھر ٹھنڈا کرنے کی نوبت بھی نہ آتی۔

۹۔انس کہتے ہیں: میں آنحضرتﷺ کے ساتھ گرمی میں نماز پڑھتے تھے تو ہم میں سے ایک شخص ہاتھ میں کچھ کنکر لیکر اسے ٹھنڈا کردیتا تھا کہ اس کے سرد ہونے پر سجدہ کرسکیں۔(۱(

اس بارے میں بہت زیادہ روایتیں موجود ہیں کہ اصحاب پیغمبرﷺ زمین کی شدید گرمی سے تنگ آکر رسولﷺ کی خدمت میں شکایت لیکر حاضر ہوئے تاکہ آنحضرتﷺ زمین کے علاوہ کسی اور چیز پر سجدہ کرنے کی اجازت دیدیں، مگر حضورﷺ نے زمین کے علاوہ اور کسی چیز پر سجدہ کرنے کی اجازت نہ دی۔ہر منصف مزاج انسان کو معلوم ہے اگر کپڑے موکٹ و قالین پر سجدہ کرنا جائز ہوتا تو بیشک آنحضرتﷺ مسلمانوں کو اس پر سجدہ کرنے کی اجازت دیدیتے۔

ہم یہاں پر ایسی کثیر روایتوں میں سے فقط چند حدیثوں کو بطور نمونہ پیش

)۱(سنن بیہقی ج۲، ص۱۰۶۔

''کنا نصلی مع رسول اللہ(ص) فی شدۃ الحر فیأخذ احدنا الحصباء فی یدہ فاذا برد وضعہ وسجد علیہ''

کرنا چاہیں گے تاکہ اپنا مدعی(شیعہ حق پر ہیں) ثابت ہوجائے۔

۱۰۔بیہقی نے خباب بن ارت سے یہ روایت نقل کی ہے: ہم نے شدید گرمی اور پیشانی و ہاتھوں کے جلنے کی شکایت، آنحضرتﷺ کی خدمت میں پیش کی مگر حضرتﷺ نے ہماری فریاد کو قبول نہ کیا۔(۱(

۱۱۔ مسلم بن حجاج نے بھی خباب بن ارت سے یہ روایت کی ہے: ہم نے حضور پاکﷺ کی خدمت میں جھلسادینے والی شدید گرمی کی شکایت کی مگر حضرتؐ نے ہماری شکایت قبول نہ فرمائی۔

)یعنی کوئی دوسرا راہ حل نہ نکالا)۔(۲(

زززز

۱) (سنن بیہقی ج ۱، ص ۴۳۸ و ج ۲، ص ۱۰۵۔۱۰۷.

""شکونا الی رسول اللہ (ص) شدۃ الرمضاء فی جباھنا و اکفنا فلم یشکنا ""

۲) (صحیح مسلم ج ۱، ص ۴۳۳.

""عن خباب قال: اَتَینا رسول اللہ (ص) فشکونا الیہ حرّ الرّمضاء فلم یشکنا

۶

سجدہ اہل بیت علیہم السلام کی نظر میں

شیعوں کے ائمہ معصومین علیہم السلام ایک طرف تو ""حدیث ثقلین"" کے مطابق قرین قرآن ہیں کہ جنکی جدائی ناممکن ہے اور دوسری طرف وہ سنت آنحضرتؐ اور آپ کی سیرت کو تمام لوگوں سے زیادہ اور بہتر طریقہ سے جاننے والے ہیں انھوں نے اپنے اقوال میں اس بات پر تفصیلی روشنی ڈالی ہے، کہ سجدہ فقط زمین اور اس سے اُگنے والی چیزوں پر کرنا جائز ہے (اور صرف کھانے، پہننے والی چیزوں پر سجدہ صحیح نہیں ہے) ائمہ اطہارؑ کی روایات ذکر کرنے سے پہلے بہتر یہ ہے کہ ان دلیلوں کو بیان کر دیا جائے۔ جو عترت رسول کی اتّباع اور ان کی پیروی لازم ہونے پر دلالت کرتی ہیں۔

کلام اہل بیتؑ کی حجت اور انکی اتباع کے واجب ہونے کے دلائل

سنی و شیعہ محدثین کا اتفاق ہے "" کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے بعد دو عظیم گرانبہا میراث ہمارے درمیان میں چھوڑی ہیں"" اور تمام مسلمانوں کو انکی پیروی کا حکم دیا ہے اور لوگوں کی فلاح اور ہدایت کو انھیں کے ساتھ تمسک (وابستگی) میں قرار دی ہے ۱۔ اللہ کی کتاب قرآن مجید۔ ۲۔ آپ کے اہل بیت وعترت پاک علیہم السلام اس سلسلہ کی چند حدیثوں کو آپ کے سامنے پیش کیا جا رہا ہے۔

۱۔ ترمذی نے اپنی صحیح میں جابر بن عبد اللہ انصاری سے اور انھوں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت نقل کی ہے: میں تمھارے درمیان دو سنگین چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں اگر تم نے مضبوطی سے انھیں پکڑے رکھا تو ہرگز گمراہ نہ ہوگے۔ ایک کتاب خدا اور دوسرے میری عترت۔ (۱(

۲۔ ترمذی اپنی صحیح میں اس حدیث کو بھی نقل کرتے ہیں: میں تمہارے درمیان دو چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں، اگر ان کو پکڑے رکھا تو ہرگز میرے بعد گمراہ نہ ہوگے اور ان میں سے ہر ایک دوسرے پر برتری رکھتی ہے، کتاب خدا زمین سے آسمان تک متصل ہے، اور میری عترت و اہل بیت یہ دونوں کبھی

جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر میرے پاس آپہونچیں،اس میں غور وفکر کرو میرے بعد انکے ساتھ کیا سلوک و برتاؤ کروگے۔(۲ (

۳۔ مسلم بن حجاج اپنی صحیح میں رسول اسلام ﷺ سے یہ حدیث نقل کرتے ہیں: اے لوگو! میں انسان ہوں قریب ہے خدا کا بھیجا ہوا فرشتہ (ملک الموت (

)۱(صحیح ترمذی، کتاب المناقب، باب مناقب اہل بیت النبیؐ، ج۵ طبع بیروت، ص۶۶۲، حدیث۳۷۸۶.

"یاایھاالنّاس انّی قد ترکت فیکم ماان اٴخذتم بہ لن تضلوا کتاب اللہ وعترتی اہل بیتی "

)۲(مدرک سابق، ص۶۶۳، حدیث۳۷۸۸.

میرے پاس آئے اور میں اس کے جواب میں لبیک کہدوں میں تمھارے درمیان دو گراں بہا چیزیں چھوڑے جارہا ہوں ایک اللہ کی کتاب جس میں نور ہدایت ہے پس اللہ کی کتاب کو مضبوطی سے پکڑلو اور اس سے وابستہ رہنا حضرت ﷺ نے یہ فرماکر قرآن سے تمسک کی ترغیب دی پھر فرمایا: اور میرے اہل بیتؑ، میں تمھیں اپنے اہل بیتؑ کے لئے تاکید کرتاہوں، میں تمھیں اہل بیتؑ کے لئے تاکید کرتاہوں، میں تمھیں اپنے اہل بیتؑ کے لئے تاکید کرتاہوں ۔)۱ (

۴۔ متعدد محدثین نے آنحضرت ﷺ سے نقل فرمایاہے: حضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا: " میں تمھارے درمیان دو گرانقدر چیزیں چھوڑے جارہا ہوں۔ ایک کتاب خدا دوسرے میری عترت۔ یہ ہرگز ایک دوسرے سے جدا نہ ہونگے، یہاں تک کہ (قیامت میں) میرے پاس حوض کوثر پر آپہونچیں۔)۲(

مذکورہ روایات کے مضمون پر مشتمل اسقدر زیادہ حدیثیں ہیں جو اس کتاب کی گنجائش سے باہر ہیں محقق التحریر سید میر حامد حسین(ہندی) رحمۃ اللہ علیہ نے ان روایات بیشتر اسناد کو اپنی کتاب عبقات الانوار میں جمع کیاہے۔

)۱(صحیح مسلم، جزء۷ باب فضائل علی ابن ابی طالبؑ،ط مصر، ص۱۲۲۔۱۲۳.

)۲ (مستدرک حاکم، جزء۳ص۱۴۸۔ الصواعق المحرقۃ، باب۱۱ فصل اول ص۱۴۹ اور اسی طرح کے مضمون پر مشتمل دیگر احادیث درج ذیل کتابوں میں بھی دیکھی جاسکتی ہے:" مسند احمد، جزء۵ ص۱۸۲و۱۸۹.

"کنزالعمال، جزءاول، باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ، ص۴۴.

ان روایات کی روشنی میں یہ صاف ظاہر ہے۔ کہ اہل بیتؑ کے دامن سے تمسک،اور ان کی اتباع، قرآن مجید اور سنت پیغمبر ﷺ کی پیروی کے مترادف ہے۔ اور ضروریات دین اسلام ہے۔ لہٰذا ان کے دامن کو چھوڑ دینا ضلالت و گمراہی کا باعث ہے۔

رسول اسلام ﷺ کے فرمان کے مطابق اہل بیت طاہرینؑ کی اتباع اور انکی پیروی واجب و ضروری ہے۔

یہیں سے ایک سوال وجود میں آتاہے۔ کہ پھر وہ اہل بیت پیغمبر ﷺ کون لوگ ہیں؟ کہ جن کی اطاعت حکم رسول کے مطابق ہم واجب ہے۔

لہٰذا اس مسئلہ کی مزید وضاحت کے لئے روایات کی روشنی میں عترت پیغمبرؐ کے معنی جستجو کریں گے۔

آنحضرت ﷺ کے اہل بیتؑ کون ہیں؟

مذکورہ روایات سے پتہ چلتاہے کہ حضور سرور کائنات ﷺ نے تمام مسلمانوں کواپنی عترت کی پیروی کرنے کا حکم دیاہے۔اوران کو قرآن کریم کے مساوی اور برابر قرار دیاہے۔ نیز انہیں اپنے بعد امت کا رہبر قرار دیتے ہوئے واضح طور پر فرمایا: یہ دونوں قرآن وعترت ہرگز ایک دوسرے سے جدا نہیں ہونگے، لہٰذا اہلبیتؑ وہی حضرات ہوسکتے ہیں جو قول رسول کے مطابق قران کے برابر ہوں اور عصمت کے درجہ پر فائز ہوں. چنانچہ ان حضرات کی اچھی طرح معرفت کے لئے ہم کچھ روایتوں کو قارئین کرام کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتے ہیں۔

ا۔ مسلم بن حجاج اپنی صحیح میں حدیث ثقلین کو نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں یزید بن حیان نے زید بن ارقم (حضرت ﷺ کے خاص صحابی) سے دریافت کیاہیں: کہ آنحضرت ﷺ کے اہل بیتؑ کون لوگ ہیں؟ کیا اہل بیتؑ سے مراد آنحضرت ﷺ کی بیویاں ہیں؟

زید بن ارقم جواب میں فرماتے ہیں: ”لا وایم اللہ ان المرأۃ تکون مع الرجل العصر من الدہر ثم یطلقھا فترجع الی أبیھا و قومھا۔ أہل بیتہ أصلہ وعصبتہ الذین حرموا الصدقۃ بعدہ“۔(ا(

نہیں ہرگز ایسا نہیں ہے۔ خدا کی قسم عورت مرد کے ساتھ کچھ مدت کے لئے رہتی ہے۔ اور اگر مرد اسے طلاق دیدے تو وہ اپنے باپ اور رشتہ داروں کے یہاں واپس چلی جاتی ہے (لہٰذا اس سے بیوی مراد نہیں ہوسکتی) بلکہ اہل بیتؑ سے مراد وہ لوگ ہیں جو حضرت ﷺ کے اصل قرابتدار اور رشتہ دار ہوں

)کہ جدا کرنے سے جدا نہ ہوسکیں) اور آپ کے بعد ان پر صدقہ حرام ہے۔

اس روایت سے صاف ظاہر ہے کہ عترت (کہ جن کی پیروی کرنا قران کی پیروی کی طرح واجب ہے) سے مراد آنحضرت ﷺ کی بیویاں نہیں ہیں۔

)ا(صحیح مسلم، جزء۷ باب فضائل علی ابن ابی طالب، ط مصر، ص ۱۲۳۔

بلکہ اس سے مراد وہ حضرات ہیں جو آپ سے جسمانی رشتے اور نسبت کے علاوہ بھرپور معنوی رابطہ بھی رکھتے ہوں۔ تاکہ قرآن کے برابر ہو کر قرآن کی طرح مرجع خلائق قرار پائیں۔

۲۔ پیغمبر اسلام ﷺ نے فقط ان کے اوصاف وخصوصیات کو بیان کرنے پر اکتفا نہیں کیاہے بلکہ ان کی تعداد (کہ بارہ ہونگے) بھی ذکر فرمائی ہے۔(ا(مسلم اپنی صحیح میں جابر بن سمرہ سے بیان کرتے ہیں: میں نے آنحضرت ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ”کہ اسلام بارہ خلفاء سے مزین ہوگا“ پھر آپ نے کچھ کہا جو میری سمجھ میں نہ آسکا۔ تو میں نے اپنے والد سے پوچھا کہ حضرت ﷺ نے اس کے بعد کیا فرمایاہے؟ تو انھوں نے جواب میں کہا کہ وہ سب کے سب قریش سے ہوں گے۔

ایسے ہی مسلم بن حجاج نے اپنی صحیح میں دوسرے مقام پر رسولخدا ﷺ کی یہ حدیث تحریر فرماتے ہیں: ” قال رسول اللہ ﷺ لا یزال امر الناس ماضیاً ما ولیھم اثنا عشر رجلاً۔(۲(

اس وقت تک لوگوں کے تمام کام صحیح طریقہ سے انجام پائیں گے جب تک انہیں بارہ افراد کی ولایت وسرپرستی حاصل رہے۔

یہ دونوں روایتیں شیعوں کے اس عقیدہ پر دلیل ہیں کہ رسول ﷺ کے

)۱(صحیح مسلم، ج۶ ص ۳، ط مصر) . ۲ (گذشتہ حوالہ.

بعد بارہ امام ہونگے، کیونکہ یہی بارہ امام ہیں جو تمام خلائق کے مرجع اور اسلام کی عزت و شوکت و سربلندی کا سبب ہیں۔ان کے علاوہ عالم اسلام میں کوئی بھی اس حدیث کا مصداق نظر نہیں آتا۔

قطع نظر ان ابتدائی تین خلفاء کے کہ جو مسلمانوں کی اصطلاح میں خلفاء

راشدین کے نام سے مشہور ہیں۔بنی امیہ اور بنی عباس کے یا دوسرے حکمرانوں کی بداعمالیاں جو تاریخ کے دامن میں بدنما داغ کی طرح ثبت ہیں جو اسلام اور اہل اسلام کے لئے باعث ننگ و عار ہیں جنہیں کسی بھی طرح حضور کا خلیفہ قرار نہیں دیا جاسکتا لہذا حضور ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہل بیت ؑ سے مراد صرف وہی بارہ امام ہیں کہ جن کی شناخت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کرائی تھی کہ یہ تمام مسلمانوں کی پناگاہ اور انکا مرکز و مرجع ہیں، سنت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے محافظ اور آپ کے علوم کے خزانہ دار ہیں۔

۳۔حضرت امیر المومنین علی ابن ابیطالب ؑ بھی مسلمانوں کے رہنما اور ہادی کو بنی ہاشم سے ہی جانتے ہیں جو شیعوں کے بارہ اماموں ؑ کے اوپر محکم دلیل ہے جیسا کہ فرماتے ہیں: " ان الائمة من قریش فی ہذا البطن من بنی ہاشم لا تصلح علی من سواہم ولا تصلح الولاة من غیر ہم.")۱(

ائمہ علیہم السلام کو خدا نے قریش اور بنی ہاشم سے قرار دیا ہے، اور دوسرے حضرات کہ لوگوں پر حکمرانی کا حق نہیں ہے لہذا ان کے علاوہ اور ہر ایک کی حاکمیت بے بنیاد ہے۔

)۱(نہج البلاغہ (صبحی صالح) ، خطبہ ۱۴۴.

نتیجہ

ان روایات سے دو چیزوں کی حقیقت روشن ہوتی ہے۔

۱۔قران کی اطاعت کے ساتھ اہل بیت(عترت ؑ) سے تمسک اور وابستگی اور ان کی اطاعت و فرمانبرداری بھی واجب ہے۔

۲۔اہل بیت ؑ جو قرین قرآن اور لوگوں کا مرجع قرار دئے گئے ان کی صفات مندرجہ ذیل ہیں۔

الف۔ تمام کے تمام قریش اور بنی ہاشم سے ہیں۔

ب۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ان کی ایسی قرابتداری ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرح ان پر بھی صدقہ حرام ہے۔

ج۔ یہ مقام عصمت پر فائز ہیں۔(ورنہ اپنے عمل کی وجہ سے قرآن سے جدا ہو جاتے) اسی لئے رسول اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: قرآن و عترت ایک دوسرے سے ہر گز جدا نہیں ہونگے یہاں تک کہ (قیامت میں) حوض کوثر پر میرے پاس پہونچ جائیں۔

د۔ یہ تعداد میں بارہ ہیں تاکہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد یکے بعد دیگرے مسلمانوں کی ولایت و سرپرستی سنبھالیں۔

ھ۔ یہ بارہ خلفائے الٰہی، اسلام کے لئے باعث عزت و سربلندی و قطب زمین ہیں۔ان صفات کو مد نظر رکھتے ہوئے روز روشن کی طرح واضح ہو جاتا ہے

۔ کہ آنحضرت ﷺ کے اہل بیتؑ اور آپ کی عترت جس کی اتباع و پیروی کا حکم دیا گیا ہے وہ بارہ امام وہی ہیں کہ شیعہ ان کی پیروی و تمسک کرکے فخر کرتے ہیں۔ اور وہ بارہ خلفائے الٰہی یہ ہیں۔

۱۔ حضرت علی بن ابی طالبؑ (المرتضیٰ (

۲۔ حضرت حسن بن علیؑ (مجتبیٰ (

۳۔ حضرت حسین بن علیؑ (شہید کربلا (

۴۔ حضرت علی ابن الحسینؑ (زین العابدین (

۵۔ حضرت محمد بن علیؑ (باقر (

۶۔ حضرت جعفر بن محمدؑ (صادق (

۷۔ حضرت موسیٰ بن جعفرؑ (کاظم (

۸۔ حضرت علی بن موسیٰؑ (رضا (

۹۔ حضرت محمد بن علیؑ (تقی (

۱۰۔ حضرت علی بن محمدؑ (نقی (

۱۱۔ حضرت حسن بن علیؑ (عسکری (

۱۲۔ حضرت امام مہدیؑ (قائم (

اسلامی محدثین نے تواتر سے نقل کیا ہے: کہ آنحضرت ﷺ نے آپ کو مہدی موعود کے نام سے یاد فرمایا ہے: ” صلوات اللہ علیھم اجمعین “.

ززززز

۷

سجدہ ائمہ طاہرینؑ کی نظر میں

جب اہل بیتؑ کی حقانیت و وثاقت ہر اعتبار سے ثابت ہو گئی تو ہم اپنے قارئین کی خدمت میں بطور تبرک ان حضرات کی چند احادیث نقل کرنے کا شرف حاصل کر رہے ہیں۔

۱۔ امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں: زمین اور اس سے اگنے والی چیزوں پر سجدہ جائز ہے۔ اور کھانے اور پہننے والی اشیاء پر سجدہ صحیح نہیں ہے۔ (۱(

۲۔ دوسرے مقام پر فرماتے ہیں: زمین پر سجدہ اللہ کا حکم اور واجب ہے۔ اور چٹائی پر سجدہ کرنا آنحضرت ﷺ کی سنت ہے۔ (۲(

۳۔ امام صادق علیہ السلام اس ضمن میں مزید ارشاد فرماتے ہیں: کہ

۱) (وسائل الشیعہ، ج۳، ص ۵۹۱، کتاب الصلاۃ، ابواب مایسجد علیہ، حدیث ۱.
"السجود لا یجوز الا علی الارض او علی ما انبتت الارض الا ما اکل او لبس "
۲) (وسائل الشیعہ، ج۳، ص ۵۹۳، کتاب الصلاۃ ابواب مایسجد علیہ، حدیث ۷.
"السجود علی الارض فریضۃ وعلی الخمرۃ سنۃ "

دوسری کسی چیز پر سجدہ صحیح نہیں سوائے زمین اور اس سے اگنے والی چیزوں کے مگر یہ کہ وہ کھائی جاتی ہو یا وہ روئی وغیرہ ہو (کہ اس پر سجدہ صحیح نہیں ہے)۔(۱)

۴۔ کتاب وسائل الشیعہ میں ہماری نگاہ اس مقام پر ٹھہرتی ہے کہ اسحاق بن فضیل نے امام جعفر بن محمد الصادق علیہ السلام سے چٹائی اور بوریا پر سجدہ کرنے کے متعلق دریافت کیا؟ تو امامؑ نے جواب میں فرمایا: صحیح ہے، لیکن خود زمین پر سجدہ کرنا مجھے پسند ہے، کیونکہ حضرت رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسا ہی کرتے اور سجدہ کی حالت میں پیشانی زمین پر رکھتے تھے، لہٰذا میں وہی پسند کرتا ہوں جو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پسند فرماتے تھے۔(۲)

۵۔ ایک شخص نے امام محمد باقر علیہ السلام سے سوال کیا۔ کیا چٹائی و بوریا اور گھانس پر سجدہ کرنا درست ہے؟ امامؑ نے فرمایا: ہاں صحیح ہے۔(۳)

۱) (وسائل الشیعہ، ج۳، ص ۵۹۲ و بحار الانوار، ج ۸۵، ص ۱۴۹.
"لا یسجد الا علی الارض او ما انبتت الارض الا الماکول والقطن والکتان "
۲) (وسائل الشیعہ، ج۳، ص ۶۰۹.
"وعن اسحاق بن الفضیل انہ سأل أبا عبد اللہ عن السجود علی الحصیر والبواری، فقال: لا باس وان یسجد علی الارض أحب الیّ، فان رسول اللہ (ص) کان یحبّ ذلک ان یمکن جبھتہ من الارض، فانا احب لک ما کان رسول اللہ (ص) یحبہ "
۳) (وسائل الشیعہ، ج۳، ص ۵۹۳.
...."ان رجلاً أتی ابا جعفر (الامام الباقر) وسألہ عن السجود علی البوریا والخصفۃ والنبات، قال: نعم"

۶۔ حلبی کہتے ہیں میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کپڑے، چادر وغیرہ (جو بالوں سے بنی ہو) پر سجدہ کرنے کے متعلق دریافت کیا تو حضرتؑ
نے فرمایا اس پر سجدہ نہ کرو۔ مگر ہاں اس پر کھڑے رہو اور زمین پر سجدہ کرو تو پھر کوئی حرج نہیں ہے، یا پھر اس پر چٹائی پھیلا کر چٹائی پر سجدہ کرو۔(۱)

مذکورہ روایات سے بخوبی ظاہر ہوتا ہے کہ اہل بیت اطہارؑ کی نظر میں فقط زمین یا جو اس سے اُگے اسی پر سجدہ کرنا صحیح ہے اور کھانے پینے کی چیزوں پر سجدہ کرنا صحیح نہیں ہے۔ جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی احادیث سے اور آپ کی سیرت اور اصحاب وتابعین کے طور طریقہ سے ہمیں معلوم ہوتا ہے۔

ہمیں یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ ائمہ اطہارؑ جو بھی شرعی احکام بیان کرتے ہیں وہی ہے جو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حاصل کئے ہیں کیونکہ شیعوں کی نگاہ میں شریعت اور قانون سازی کا حق فقط خداوند متعال کو حاصل ہے، اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کام اس مقدس قانون اور دینی احکام کو لوگوں تک پہنچانا ہے۔ جیسا کہ واضح ہے کہ رسول خداؐ (اور دیگر انبیاءؑ) اللہ اور بندوں کے درمیان وحی اور تشریع (احکام الٰہی) کو پہنچانے کے لئے ایک رابطہ ہیں۔ لہٰذا یہیں سے یہ بات

بھی واضح ہو جاتی ہے کہ اگر شیعہ

)ا(وسائل الشیعہ، ج۳، ص ۵۹۴ :

''عن ابی عبد اللہ قال سألتہ عن الرجل یصلی علی البساط والشعر والطنافس قال: لا تسجد علیہ وان قمت علیہ وسجدت علی الارض فلا باس، وان بسطت علیہ الحصیر وسجدت علی الحصیر فلا باس''

اہل بیتؑ کی احادیث واقوال کو اپنی فقہ (احکام شرعی) کا منبع ومدرک قرار دیتے ہیں تو یہ فقط اس لئے ہے کہ ان کے اقوال درحقیقت آنحضرتﷺ کی احادیث کی عکاسی کرتے ہیں۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں: میر احدیث میرے والد کی حدیث ہے اور ان کی حدیث میرے دادا علی بن الحسینؑ کی حدیث ہے اور ان کی حدیث حسین ابن علیؑ کی حدیث ہے اور حسین ابن علیؑ کی حدیث حسن ابن علیؑ کی حدیث ہے اور حسن ابن علیؑ کی حدیث امام علی علیہ السلام کی حدیث ہے اور حضرت علیؑ کی حدیث، کلام رسول خداؐ ہے اور رسول خداؐ کا کلام، کلام الٰہی ہے۔ (ا(

ایک مقام پر کسی نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے یہی سوال کیا تو آپ نے اس کے جواب میں یہ ارشاد فرمایا: ''مَھما اُجبتک فیہ بِشَیٍٔ فَھُوَ عَن رَسُولِ اَللہ ﷺ لسنا نَقُولُ بِرَاٴینا مِن شَیٍٔ'' (۲(

''جو میں نے تمھیں جواب دیا ہے وہی رسول خداﷺ کا جواب ہے ہم اپنی طرف سے کوئی بات نہیں کہتے ہیں'' اس روایت کی روشنی میں دو نکتے بدیہی طور پر

)ا(جامع احادیث الشیعۃ، ج ا ص ۱۲۷.

''حدیثی حدیث ابیؑ وحدیث ابیؑ حدیث جدیؑ وحدیث جدیؑ حدیث الحسینؑ وحدیث الحسینؑ حدیث الحسنؑ وحدیث الحسنؑ حدیث امیر المومنینؑ وحدیث امیر المومنینؑ حدیث رسول اللہؐ وحدیث رسول اللہؐ قول اللہ عز وجل''

)۲ (جامع احادیث الشیعۃ ج ا ص ۱۲۹.

واضح ہوتے ہیں:

الف: اہل بیتؑ کی نظر میں زمین اور جو چیز اس سے اگتی ہے اس پر سجدہ کرنا صحیح ہے (بس شرط یہ ہے کہ وہ کھانے یا پہننے کی نہ ہو) لیکن خاک ومٹی جو زمین ہی کا

ایک حصہ ہے اس پر سجدہ کرنا زیادہ فضیلت کا باعث ہے۔ کیونکہ سجدہ کی مصلحت یہ ہے۔ کہ انسان بارگاہ بے نیاز میں سراپا خضوع وتذلل و بردباری کے ساتھ سر بسجود ہو جائے۔

ب: احادیث واقوال اہل بیتؑ متواتر روایات کے مطابق حجت ومعتبر ہیں۔ اور ان سے سرپیچی احکام رسول خداﷺ کی مخالفت ہے۔ اس لئے کہ رسول خداؐ نے حدیث ثقلین اپنی عترت اور اہل بیتؑ کے کلام وفرمان کی ضمانت خود اپنے اوپر لی ہے۔ لہٰذا ان کی عترت کے کلمات، رسول خداﷺ کے

کلام کے سوا کچھ نہیں ہیں۔

ان تمام بحثوں اور استدلالوں سے چودھویں رات کے چاند کی طرح یہ روشن ہو جاتا ہے کہ شیعوں کا زمین یا خاک پر سجدہ کرنا بجا ہے۔

ززززز

۸

مجبوری کی حالت میں سجدہ

گذری ہوئی بحثوں اور دلیلوں سے بہت حد تک یہ واضح ہو گیا کہ انسان کو اختیاری حالت میں زمین (اور جو چیز اس سے اگتی ہے) پر ہی سجدہ کرنا چاہئے کیونکہ :

۱۔ زمین اور سطح زمین پر سجدہ کرنا سنت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کا حکم ہے۔

۲۔ زمین پر سجدہ کرنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت اور عملی روش ہے۔

۳۔ زمین پر سجدہ کرنا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب کے حکم کے مطابق ہے۔

۴۔ زمین پر سجدہ کرنا سیرت صحابہ اور تابعین اور صدر اسلام کے مسلمانوں کا وطیرہ ہے۔

۵۔ زمین پر سجدہ کرنا، اہل بیت اطہارؑ کا حکم ہے۔

۶۔ زمین پر سجدہ کرنا حضور کی عترت پاکؑ کی سیرت عملی ہے۔

یہاں پر ایسی روایتوں کو بیان کرنا چاہتا ہوں جو اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ انسان جب بالکل تحمل نہ کر سکے جیسا اتنی شدید گرمی یا ایسی شدید سردی ہو کہ جو ناقابل برداشت ہو یا کسی دوسرے معقول و شرعی عذر کی بنا پر لباس کے کناروں یا کپڑے کے ٹکڑوں پر سجدہ کرنا چاہے تو کر سکتا ہے۔

جیسا کہ ہم نے بیان کیا کہ روایات اضطراری حالات میں زمین کے علاوہ دوسری چیز پر سجدہ کرنے کو درست کہتی ہیں لیکن مسلمانوں (اہل سنت) نے ایسی حدیثوں سے یہ گمان کیا ہے کہ یہ احادیث و روایات تمام حالات کے لئے ہیں یعنی چاہے کوئی عذر ہو یا نہ ہو جب بھی کپڑوں اور اس جیسی چیزوں پر سجدہ کرنا چاہیں تو کر سکتے ہیں۔ ان لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت اور آپ کے اصحاب کی سیرت کی حدود سے تجاوز کرتے ہوئے یہ کہا: انسان کے لئے فقط زمین اور جو چیز اس سے اگتی ہے اس پر سجدہ کرنا ضروری نہیں ہے، بلکہ ہر حال میں ان چیزوں کے علاوہ شئے پر بھی سجدہ کرنا صحیح ہے، جیسے قالین

، کپڑااور دوسری کھانے کی چیزیں، اسی لئے ضروری ہے کہ ہم ان روایات کو بھی بیان کردیں جو حالت اضطرار پر بالصریح دلالت کرتی ہیں، تاکہ اس مسئلہ کی حقیقت ہر شخص پر کچھ اور واضح ہو جائے۔

۱۔ابو عبداللہ بخاری اپنی صحیح میں اس روایت کوانس سے نقل کرتے ہیں: (بلکہ انھوں نے اپنی کتاب میں پورے ایک باب کو شدید گرمی میں لباس پر سجدہ کرنے کے بارے مخصوص کیا ہے) انس کہتے ہیں: ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھ رہے تھے تو ایک شخص گرم زمین پر سجدہ نہ کر سکا تو اس نے لباس پھیلا کر اس پر سجدہ کیا۔

۲۔بخاری دوسرے مقام پرانس سے ہی نقل کرتے ہیں، ہم گرمی کے موسم میں آنحضرت ﷺ کے پیچھے نماز پڑھ رہے تھے۔اور گرم زمین کی تاب نہ لاکر اپنے کپڑوں پر سجدہ کرتے تھے تاکہ اس سے محفوظ رہ سکیں۔(۱(

۳۔مسلم بن حجاج مذکورہ روایت کواس طرح نقل کرتے ہیں، جب ہم گرمی کے موسم میں آنحضرت ﷺ کے پیچھے نماز پڑھتے اور ہم میں سے کوئی گرم زمین پر سجدہ نہ کر سکتا تو کپڑا پھیلا کر اس پر سجدہ کر لیتا تھا۔(۲(

۴۔مسلم بن حجاج دوسرے مقام پر ایک صحابی سے اس طرح نقل کرتے ہیں: ہم شدید گرمی میں آنحضرت ﷺ کے پیچھے نماز پڑھ رہے تھے(اتفاق) سے ایک شخص جلتی زمین پر پیشانی نہ رکھ سکتا تھا تو اس نے اپنے لباس کو پھیلا کر اس پر سجدہ کیا۔(۳(

)۱(صحیح بخاری ج ۱ ص ۱۴۳، ۱۰۷ اور دوسری جگہ پر ص ۱۰۱۔اور جلد ۲ ص ۸۱ پر نقل کرتے ہیں کہ :

"کنا اذا صلینا خلف رسول اللہ (ص) بالظہائر، فسجد نا علی ثیابنا اتقاء الحر"

"کنا نصلی مع النبی (ص) فی شدۃ الحر فاذا لم یستطع احدنا ان یمکن جبہتہ من الارض بسط ثوبہ فسجد علیہ"

)۲(سیر تنا و سنتنا ص ۱۳۱ بحوالہ مسلم.

"کنا اذا صلینا مع النبی (ص) فلم یستطع احدنا ان یمکن جبہتہ من الارض من شدۃ الحر طرح ثوبہ ثم سجد علیہ"

)۳(سیر تنا و سنتنا ص ۱۳۱.

"کنا نصلی مع رسول اللہ فی شدۃ الحر فاذا لم یستطع احدنا ان یمکن جبہتہ من الارض بسط ثوبہ فسجد علیہ "

ان روایات کی روشنی میں کہا جا سکتا ہے کہ انسان اضطراری حالت میں زمین کے علاوہ دوسری چیزوں پر سجدہ کر سکتا ہے، اس لئے کہ روایت کی تعبیر یہ ہے کہ " شدید گرمی یا کڑاکے کی ٹھنڈک" جیسا کہ وہ خود بیان کرتے ہیں کہ صدر اسلام میں مسلمان گرمی کی تاب نہ لاکر کپڑوں پر سجدہ کر لیا کرتے تھے تاکہ پیشانی سوزش زمین سے محفوظ رہ سکے۔(۱(

اسی لئے ابن حجر مکی کہتے ہیں: مذکورہ روایات اس نکتہ کی طرف آگہی کرتی ہیں کہ سجدہ میں اصل یہ ہے کہ پیشانی زمین پر رکھا جائے کیونکہ لباس وغیرہ پر سجدہ کرنا (مجبوری کی حالت) اور طاقت نہ ہونے کی صورت میں بیان کیا گیا ہے۔(۲(

حالت اضطرار کا حکم اہل سنت کی کتابوں سے مخصوص نہیں ہے۔بلکہ یہ حکم ہماری کتابوں میں بھی موجود ہے۔کہ شدید گرمی اور کڑاکے کی ٹھنڈک میں جب انسان زمین پر سجدہ کرنے سے معذور ہو تو کپڑے وغیرہ پر سجدہ کر سکتا ہے۔

صاحب وسائل الشیعہ نے اپنی کتاب میں مکمل ایک باب " جواز السجود علیٰ الملابس و علیٰ ظہر الکف فی حال الضرورۃ"(حالت

(۱)الفتح ج۱ص۴۱۴.

"وفیہ اشارۃ الی ان مباشرۃ الارض عن السجو ھو الاصل لانہ علق بعدم الاستطاعۃ"

(۲)سیر تنا و سنتنا، ص ۱۳۱ بحوالہ نیل الاوطار.

"الحدیث یدل علی جواز السجود لا تقاء حر الارض، وفیہ اشارۃ الی ان مباشرۃ الارض عند السجود ھی الاصل، لتعلیق بسط ثوب بعدم الاستطاعۃ "

ضرورت میں کپڑے اور ہاتھ کی ہتھیلی پر سجدہ کرنا جائز ہے) کے نام سے قائم کر رکھا ہے۔اور ائمہ طاہرینؑ کی روایتوں کو اس میں تفصیل سے بیان کیا ہے۔ان میں بعض احادیث کو قارئین کرام کے سامنے بطور تبرک پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں۔

۱۔عیینہ کہتے ہیں: میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ اگر میں شدید گرمی میں مسجد جاؤں اور (گرم) پتھر پر سجدہ کرنے سے دل مائل نہ ہو تو کیا میں کپڑا اپھیلا کر اس پر سجدہ کر سکتا ہوں؟امامؑ نے فرمایا: ہاں کوئی حرج نہیں ہے۔(۱)

۲۔قاسم بن فضیل کہتے ہیں: میں نے امام رضاؑ سے کہا میری جان آپ پر فدا ہو کیا کوئی شخص گرمی و سردی سے بچاؤ کے لئے آستین پر سجدہ کر سکتا ہے؟ امامؑ نے جواب میں فرمایا: ہاں کوئی حرج نہیں ہے۔(۲)

۳۔کچھ شیعوں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ اگر ہم ایسی جگہ ہوں جہاں شدید ٹھنڈک کی بنا پر پانی جم کر برف ہو گیا ہو تو کیا ہم (نماز میں)

(۱) (وسائل الشیعہ ج۳، کتاب الصلاۃ، ابواب مایسجد علیہ، باب ۴، حدیث ۱.

"قلت لأبی عبد اللہ علیہ السلام: ادخل المسجد فی الیوم الشدید الحر فاکرہ ان اصلی علی الحصی، فابسط ثوبی فاسجد علیہ؟ قال: نعم لیس بہ بأس "

(۲) (گذشتہ حوالہ، حدیث ۲.

"قلت للرضا علیہ السلام: جعلت فداک، الرجل یسجد علی کمہ من اذی الحر والبرد؟ قال: لا باس بہ "

اس پر سجدہ کر سکتے ہیں؟امامؑ نے فرمایا: نہیں بلکہ برف سے (بچاؤ) کے لئے روئی یا کتان رکھ لو۔(۱)

نتیجہ

انسان تمام احادیث سے دو باتوں کا پتہ چلتا ہے۔

۱۔اختیاری اور امکانی صورت میں ضروری ہے کہ زمین اور گھانس پر سجدہ کیا جائے۔اور یہی حکم اس وقت ہے جب کسی کا عذر بر طرف ہو جائے۔

۲۔صرف اضطرار اور عذر کی صورت میں ہی لباس کے کناروں پر سجدہ کرنا صحیح ہے، جیسے شدید گرمی و سردی وغیرہ میں۔

اسی لئے شیعہ حضرات اہل بیت اطہارؑ اور سنت رسول اکرم ﷺ اور سیرت مسلمان صدر اسلام و تابعین کی روش کی پیروی و اتباع کرتے ہوئے زمین کے اجزاء پتھر اور مٹی پر سجدہ کرتے ہیں۔اور کپڑا یا لباس اور کھانے وغیرہ کی چیزوں پر سجدہ کرنے سے اجتناب کرتے ہیں اور فروتنی و انکساری کی بنا پر مٹی پر

سجدہ کرنے کواور دوسری تمام چیزوں پر ترجیح دیتے ہیں۔اسی لئے ائمہ طاہرینؑ اور صحابہ وتابعین کی تاسی و پیروی کرتے ہوئے وہ پاک وپاکیزہ مٹی کو سجدہ کے لئے اپنے ساتھ رکھتے

)۱ (گذشتہ حوالہ، حدیث ۷ .

''قلت لأبی جعفر علیہ السلام: انا نکون بارض باردۃ یکون فیھا الثلج افنسجد علیہ ؟ قال: لا ولکن اجعل بینک وبینہ شیئاً قطناً او کتاناً ''

ہیں۔تاکہ اس پر سجدہ کر کے درگاہ خدائے لایزال میں خضوع وانکساری وخاکساری کی اعلٰی منازل کو درک کر سکیں۔

واضح رہے کہ فقط یہ طریقہ شیعہ حضرات سے مخصوص نہیں ہے بلکہ اہل سنت کی مشہور شخصیتوں نے بھی اسی راستے کو اختیار کیا ہے لہٰذا نمونے کے طور پر انکے چند بزرگانوں کا اجمالی تذکرہ کیا جارہاہے۔

۱۔اسلامی مورخین ومحدثین نے نقل کیا ہے کہ عمر بن عبدالعزیز(اموی خلیفہ) فقط چٹائی پر اکتفا نہیں کرتا بلکہ تھوڑی مٹی بھی اس پر رکھتا اور نماز میں اس پر سجدہ کیا کرتا تھا۔(۱(

۲۔صاحب فتح الباری عروہ بن زبیر سے نقل کرتے ہیں کہ وہ زمین کے علاوہ اور کسی چیز پر سجدہ کرنے کو پسند نہیں کرتے تھے۔(۲(

۳۔جیسا کہ پہلے بھی اشارہ ہوا ہے کہ صاحب(الطبقات الکبریٰ) کہتے ہیں: مسروق بن اجدع(تابعی) سفر میں ایک کھپرے کا ٹکڑا ساتھ رکھتے تھے تاکہ کشتی میں اس پر سجدہ کر سکیں۔(۳(

)۱(فتح الباری، ج۱ص ۴۱۰ وشرح الاحوذی، ج۱ص ۲۷۲ .

''عمر بن عبدالعزیز الخلیفۃ الاموی کان یکتفی بالخمرۃ، بل یضع علیھا التراب ویسجد علیہ''

)۲ (گذشتہ حوالہ.

''روی عن عروۃ بن الزبیر انہ کان یکرہ الصلاۃ علی شیء دون الارض ''

)۳ (الطبقات الکبریٰ، ج۶ص ۷۹ طبع بیروت، مسروق بن اجدع کے احوال میں.

''کان مسروق اذا خرج یخرج بلبنۃ یسجد علیھا فی السفینۃ ''

اس بنا پر شیعوں کا یہ طریقہ کہ ہمیشہ زمین اور اس سے اگنے والی چیزوں(جو کھانے اور پہننے والی نہ ہو) پر سجدہ کرنا اور پاک وپاکیزہ اور مقدس مٹی کو درگاہ خدا میں تذلل وفروتنی کے لئے تمام چیزوں پر ترجیح دینا نہ فقط یہ کہ یہ شرک وغیرہ سے دور ہے بلکہ توحید اور خدا پرستی کے بالکل مطابق ہے اور اس کے مقابلہ میں جو بھی نظریات پائے جاتے ہیں وہ سب بے بنیاد اور بدعت ہیں۔ان اقوال و نظریات کے باطل ہونے کے لئے مذکورہ دلیلوں کی روشنی میں سنت اور سیرت آنحضرت ﷺ اور اقوال وسیرت صحابہ کرام وتابعین عظام اور اہل بیت اطہارؑ کی عملی زندگی کافی ہے اور مندرجہ ذیل روایت اسکی بہترین گواہ ہے۔

حافظ ابو بکر بن ابی شیبہ ،اپنی کتاب(المصنف) ج۲ میں سعید بن مسیب ومحمد بن سیرین سے نقل کرتے ہیں: کہ نماز(طنفسۃ) چادر پر پڑھنا ئی چیز

بدعت ہےاور رسول خداﷺ سے سند صحیح کے ساتھ روایت منقول ہے: کہ نئی چیز کا دین میں داخل کرنا بد ترین چیز ہے۔اور ہر نئی چیز کا دین میں داخل کرنا بدعت ہے۔(۱(

ززززز

)۱(سیر تناوسنتنا، ص، ۱۳۴ :

''وقد اخرج الحافظ الکبیر الثقۃ ابو بکر بن ابی شیبۃ باسنادہ فی المصنف فی المجلد الثانی عن سعید بن المسیب وعن محمد بن سیرین: ان الصلاۃ علی الطنفسۃ محدث،

وقد صح عن رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قولہ:

''شر الامور محدثاتھا، وکل محدثۃ بدعۃ ''

۹

خاک کربلا پر سجدہ

شیعہ حضرات، رسولﷺ اور آل رسولؑ کے اقوال کی اتباع اور ان کی سیرت کی پیروی کرتے ہوئے اللہ کے لئے خاک کربلا پر سجدہ کرتے ہیں اور اسے مستحب جانتے ہیں۔

خاک کربلا پر سجدہ کرنے کی علت

یہاں پر جو سوال پیدا ہوتا ہے وہ یہ کہ شیعہ دنیا کی ہر مٹی کو چھوڑ کر خاک کربلا پر کیوں سجدہ کرتے ہیں؟اور تمام مٹیوں پر خاک کربلا کو کیوں ترجیح دیتے ہیں ؟یہ کیوں اپنی مسجدوں اور گھروں یا حالت سفر میں اس مٹی کو اپنے ساتھ رکھتے ہیں؟اس سوال کا جواب سنت اور سیرت معصومین علیہم السلام کی روشنی میں دلیلوں کے ساتھ بیان کیا جارہا ہے۔

۱۔یہ بات واضح ہے کہ شیعہ پاک مٹی یا پتھر اور زمین پر سجدہ کرنے کو جائز سمجھتے ہیں، لیکن ان زمینوں میں بعض زمینیں شعائر و مقدسات الٰہی یا اولیاء اللہ کی طرف منسوب ہونے کی وجہ سے خاص فضیلت اور برتری کی حامل ہیں،اس میں کوئی شک نہیں کہ مکہ مکرمہ جو اپنے دامن میں خانہ کعبہ لئے ہوئے ہے جو اللہ کا گھر اور پروردگار عالم کا حرم ہے اس لئے وہ فضیلت کا حامل ہے کہ کفار و مشرکین کو وہاں جانے سے منع کیا جاتا ہے۔اس طرف (یثرب) مدینہ منورہ کی سرزمین حرم رسولﷺ اور احادیث کے مطابق مقدس و بافضیلت ہے۔

متعدد روایات کے مطابق ایسی ہی بافضیلت اور مقدس زمینوں میں ایک کربلا کی زمین بھی ہے، جو سبط رسول خداﷺ حضرت حسین بن علیؑ (اور آپ کے جانثار دوستوں) کی شہادت کا مقام ہے۔

ہم یہاں پر کچھ معتبر احادیث کو جو فریقین (سنی اور شیعہ) کی کتابوں میں مذکور ہیں، نمونے کے طور پر بیان کرینگے تاکہ اس زمین مقدس کی پاکیزگی و

شرافت اور منزلت روشن ہو جائے۔

ابن حجر ہیثمی نے صواعق محرقہ میں اس طرح روایت کی ہے۔ کہ امام حسینؑ حضرت رسول خداﷺ کی خدمت میں تشریف لائے آنحضرتؐ نے ان کے بوسہ لینے لگے ایک فرشتہ نے (جو آپ کی خدمت میں موجود تھا) آپؐ سے سوال کیا، کیا آپ حسینؑ کو چاہتے ہیں؟ آپؐ نے فرمایاہاں، اس فرشتہ نے کہا: آپ کی امت اس کو شہید کر دے گی، اگر کہیں تو میں اس مقام کی آپ کو زیارت کرادوں جہاں وہ شہید ہوگا، اس کے بعد تھوڑی سی سرخ رنگ کی خاک آپ کی خدمت میں پیش کی ام سلمہ نے اس مٹی کو لے کر دامن میں رکھ لیا "ثابت" کہتے ہیں اس سرزمین کو کربلا کہتے ہیں۔

اور دوسری حدیث میں وارد ہے: کہ آنحضرتؐ نے اس مٹی کو سونگھ کر فرمایا: اس مٹی سے (کرب وبلا) غم واندوہ کی بو آتی ہے۔(۱)

ابن سعد نے شعبی سے ایسی ہی روایت نقل کی ہے، حضرت علی بن ابی طالب، صفین جاتے ہوئے کربلا سے گذر رہے تھے نینوا (جو ساحل فرات پر ایک دیہات ہے) پر پہنچ کر رک گئے۔ اور اس سرزمین کا نام پوچھنے لگے۔ تو حضرتؑ کے اس سوال کے جواب میں کہا گیا کہ اس زمین کو کربلا کہتے ہیں۔ امیر المومنینؑ رونے لگے اور اس قدر روئے کہ وہ زمین آپ کے اشک سے تر ہو گئی اس وقت فرمایا میں ایک دن آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اس وقت آنحضرتؐ گریہ کر رہے تھے، میں نے پوچھا آپ کے رونے کا سبب کیا ہے؟ فرمایا تھوڑی دیر پہلے جبرئیل میرے پاس تھے اور انھوں نے یہ خبر دی کی آپ کا حسینؑ فرات کے کنارے "کربلا" نامی جگہ پر شہید کر دیا جائے گا۔ اس وقت جبرئیل نے ایک مٹھی خاک مجھے سونگھنے کے لئے

(۱) الصواعق المحرقہ، ص ۱۹۲:

..."اذ دخل الحسینؑ فاقتحم فوثب علی رسول اللہ (ص) فجعل رسول اللہ (ص) یلثمہ ویقبلہ، فقال لہ الملک: أتحبہ؟ قال: نعم، قال: ان امتک ستقتلہ وان شئت اریک المکان الذی یقتل بہ فأراہ فجاء بسھلۃ او تراب أحمر، فأخذتہ ام سلمۃ فجعلتہ فی ثوبھا۔ قال ثابت: کنا نقول انھا کربلاء واخرجہ ایضا ابو حاتم فی صحیحہ وروی احمد نحوہ وروی عبد بن حمید وابن احمد نحوہ ایضاً... وزاد الثانی ایضاً انہ (ص) شمھا وقال: ریح کرب وبلاء"

دی۔ میں اپنے آنسوؤں کو روک نہ سکا۔(۱)

ابن حجر دوسری جگہ پر اس طرح بیان کرتا ہے: (جبرئیل نے پیغمبر اسلامؐ کو یہ خبر دی کہ آپ کی امت اس کو قتل کر ڈالے گی آنحضرتؐ نے فرمایا میرے فرزند کو؟ جبرئیل نے جواب دیا، ہاں۔ اگر آپ چاہیں تو میں آپ کو وہ سرزمین کو دکھاؤں کہ جہاں پر وہ قتل کیا جائیگا، پس انہوں نے عراق کی سرزمین "طف" (جسکا دوسرا نام کربلا ہے) کی طرف اشارہ کیا اور وہاں سے سرخ رنگ کی مٹی اٹھا کر حضرتؐ کو دکھائی اور کہا یہ اس جگہ کی مٹی ہے جہاں وہ شہید کیا جائے گا۔(۲)

(۱) الصواعق المحرقۃ، ص ۱۹۳.

"مر علیؑ بکربلاء عند مسیرہ الی صفین وحاذی نینوی۔ قریۃ علی الفرات۔ فوقف وسأل عن اسم ھذہ الارض فقیل: کربلاء، فبکی حتی بل الارض من دموعہ ثم قال: دخلت علی رسول اللہ (ص) وھو یبکی فقلت: ما یبکیک؟ قال: کان عندی جبرئیل آنفاً وأخبرنی ان ولدی الحسینؑ یقتل بشاطئ الفرات بموضع یقال لہ کربلاء ثم قبض جبرئیل قبضۃ من تراب شمنی ایاہ، فلم املک عینی أن فاضتا"

)۳ (الصواعق المحرقۃ، ص ۱۹۳ .

... ”فقال جبرئیل: ستقتلہ امتک۔ فقال(ص) : ابنی؟ قال: نعم وان شئت اخبرتک الارض التی یقتل فیھا فأشار جبرئیل بیدہ الی الطف بالعراق، فأخذ منھا تربۃ حمراء فأراہ ایاھا و قال: ھذہ من تربۃ مصرعہ “

اس موضوع پر شیعہ و سنی کتابوں میں بہت سی حدیثیں وارد ہوئی ہیں! مزید معلومات کے لئے ان کتابوں کی طرف مراجعہ فرمائیں، کنزالعمال، ج ۱۳، ۱۱۲، ۱۱۱ والخصائص (سیوطی) ، ج ۲ ص ۱۲۵ و مناقب ابن مغازلی و بحار الانوار، ج ۴۴ و المعجم الکبیر (طبرانی) ، ص ۱۴۴ و العقد الفرید، ج ۲ و الصواعق المحرقۃ اور بہت سی کتابوں میں یہ روایت موجود ہے۔

اس طرح کی روایتیں بہت ساری کتابوں میں جیسے صحاح و مسانید اہل سنت میں وارد ہوئی ہیں، جس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ سرزمین کربلا رسول خدا ﷺ اور معصومین علیہم السلام اور اسلامی محدثین کی نگاہوں میں مقدس مقام اور قابل احترام ہے۔ اور یہ پاک تربت خ ایک خاص فضیلت و برتری کی حامل ہے۔

بعض روایتوں میں وارد ہوا ہے کہ پیغمبر اسلام ﷺ کربلا کی مٹی کو سونگھ کر اس مقدس تربت پر آنسو بہاتے ہوئے فرماتے تھے: ” طوبیٰ لک من تربۃ۔ (۱) خوشا بحال اس مٹی کا۔

دوسری طرف یہ واضح و روشن ہے کہ سجدہ تمام پاک مٹیوں اور پتھروں اور زمینوں پر جائز ہے۔ تو وہ زمین جو ظاہری طہارت و، جس پر سجدہ کرنا یقیناً تمام زمینوں سے بہتر و شائستہ تر ہے۔

مذکورہ دونوں مقدموں سے یہ نتیجہ نکالا جاسکتا ہے کہ مقدس زمینوں جیسے مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ اور سرزمین کربلا(کہ جس کی طہارت و قداست کو ثابت کیا گیا ہے۔) پر سجدہ کرنا دوسری زمینوں پر سجدہ کرنے سے بیحد افضل ہے کیونکہ یہ سرزمین یا تو اسلام کی مقدس سرزمینیں ہیں یا خداوند عالم کے اولیاء اور اس کی بارگاہ کے مقرب بندوں سے منسوب ہیں اور انہی کی فضیلت و منزلت کی بنا پر ان زمینوں کو یہ مرتبہ حاصل ہوا ہے۔

)۱(تعلیقات احقاق الحق، ج ۱۱ ص ۳۴۷، بحوالہ معجم الکبیر، و تہذیب التہذیب، و کفایۃ الطالب (گنجی شافعی) و مقتل الحسین(خوارزمی) وغیرہ.

۲۔ دوسری دلیل: جو ہم یہاں بیان کرنا چاہیں گے وہ ائمہ طاہرینؑ کی احادیث ہیں جن کی حجیت و حقانیت سنت رسول خدا ﷺ کی روشنی میں پچھلی بحثوں سے ثابت ہو چکی ہے۔ اس لئے کہ آنحضرت ﷺ نے لوگوں کو اہل بیتؑ کی پیروی کا حکم دیا ہے۔ اور ان کے اقوال کو قرآن مجید کی طرح حجت و معتبر قرار دیا ہے۔

۱۔ وسائل الشیعہ میں مرقوم ہے، کہ امام جعفر صادق علیہ السلام کے پاس دیباج کے زرد رنگ کپڑے کی تھیلی تھی۔ جس میں آپ خاک کربلا رکھتے تھے۔ اور نماز کے وقت مصلے پر پھیلا کر اسی پر سجدہ کیا کرتے تھے۔ (۱(

۲۔ اور اسی کتاب میں یہ بھی روایت موجود ہے۔ کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام خاک کربلا کے علاوہ کسی اور چیز پر سجدہ نہیں کرتے تھے، اور یہ فقط خدا کی بارگاہ میں تذلل و فروتنی وانکساری کی وجہ سے تھا۔ (۲(

یہاں دو نکتہ کی طرف اشارہ ضروری ہے۔

(الف) اہل بیت طاہرینؑ کا خاک کربلا پر سجدہ کرنا۔ یا سجدہ کا حکم دینا اس کے مستحب ہونے کی بنا پر ہے اور تمام علماء وفقہاء اس مسئلہ پر اتفاق نظر رکھتے ہیں کہ

(۱) وسائل الشیعہ، ج۳ ص ۶۰۸۔

"کان لابی عبداللہ۔ جعفر بن محمدؑ۔ خریطہ من دیباج صفراء فیھا من تربۃ ابی عبداللہؑ فکان اذا حضرتہ الصلاۃ صبّہ علی سجادتہ و سجد علیہ"

(۲) وسائل الشیعہ، ج۳ ص ۶۰۸۔

"کان الصادق علیہ السلام لایسجد الا علی تربۃ الحسین" تذللاً ﷲ واستکانۃ لہ "

تربت کربلا پر سجدہ کرنا مستحب ہے۔ واجب نہیں، اور اس کی بڑی فضیلت ہے۔

(ب) اہل بیت طاہرینؑ اس لئے خاک کربلا پر سجدہ کرتے تھے کہ حضرت امام حسینؑ کلمہ توحید کی بلندی اور دین خدا کی ترویج کے لئے شہادت کا نذرانہ پیش کیا۔ لہذا وہ خداوند عالم کی عنایت واور اس کی مرضی کے خاص حقدار قرار پائے اس لئے فقہاء اور علماء شیعہ خاک کربلا پر سجدہ کرنے کو محبت خدا اور اسکی خوشنودی کا سبب جانتے ہیں، اور وہ یہ چاہتے ہیں کہ فروتنی وانکساری کی حالت میں زیادہ سے زیادہ خدا کی خوشنودی کر سکیں جیسا کہ ہم نے دوسری حدیث میں دیکھا کہ امام صادق علیہ السلام درگاہ خدا میں اظہار فروتنی وانکساری کے لئے ہمیشہ خاک کربلا پر سجدہ کیا کرتے تھے۔

گذشتہ بیان کی روشنی میں یہ واضح ہو گیا کہ پیغمبر ﷺ وائمہ معصومینؑ جو حدیث ثقلین کے مطابق قرآن مجید کے مساوی و برابر ہیں انکی سیرت کے مطابق خاک کربلا پر سجدہ کرنا بہترین اور بافضیلت ترین عبادت ہے، اور کیونکہ شیعہ اہل بیتؑ کی سیرت وسنت پر واقعاً عمل کرنے والے ہیں لہذا وہ خاک کربلا پر سجدہ کرنے کو مستحب جانتے ہیں، اور نماز میں اپنی پیشانی کو سجدہ معبود میں رکھنے کے لئے خاک کربلا کو دوسری تمام چیزوں پر ترجیح دیتے ہیں۔ اور اس طرح نہایت خضوع وخشوع وذلت وفروتنی کے ساتھ اس کی درگاہ میں حاضر ہو کر اس کے سامنے سجدہ کرتے ہیں۔

۳۔ توحید کے مقدس نظام کی حمایت اور اسلام جب بنی امیہ کے ہاتھوں طوفان بدعت تحریف کے سیلاب میں غرق ہو رہا تھا تو اس وقت امام حسین بن علی علیہ السلام اپنے باوفا اعوان وانصار کے ساتھ اس کی حفاظت کے لئے میدان میں آ گئے۔ اور اسلام کی بقاء اور رضائے خداوند عالم کے حصول کے لئے اپنی شہادت کا جام نوش فرمانے پر رضامند ہو گئے (آپ نے اسلام کو سیراب کر دیا اگرچہ خود پیاسے شہید ہو گئے) لہذا ان کی یاد تازہ رکھنا۔ اور ان کے آثار کو حفاظت کرنا شریعت اسلام کی حفاظت کرنے کے مترادف ہے، امام حسینؑ مدینہ سے نکلنے کا مقصد اس طرح بیان کرتے ہیں، "میں بلا وجہ اور بدون ہدف نہیں نکلا۔ اور نہ ہی فتنہ وفساد برپا کرنے کے لئے روانہ ہوا ہوں۔ بلکہ میں نکلا ہوں تاکہ اپنے جد رسول خدا ﷺ کی امت کی اصلاح کروں اور نیکی کا حکم دوں اور برائی سے منع کروں۔ اور اپنے نانا رسول خدا اور بابا علی مرتضیٰؑ کی سیرت کو زندہ کروں۔" (۱)

اے کاش! مسلمان خدا کے لئے سجدہ میں خاک کربلا کی عظمت کو بروئے کار لاتے ہوئے نماز میں اپنی پیشانی کو اس مقدس مٹی پر رکھے کہ جس میں اولیاء اللہ نے دین اسلام کی سربلندی اور کلمہ لا الہ الا اللہ کی برتری کے لئے اپنی جان، مال، اولاد، انصار اور اصحاب حتیٰ اپنا سب کچھ قربان کر دیا۔

(۱) عوالم العلوم ج ۱۷ ص ۱۷۹، بحار الانوار ج ۴۴ ص ۳۲۹۔

"انی ماخرجت اشرآولا بطرآولا مفسدآولا ظالماًوانما خرجت لطلب الاصلاح فی امۃ جدی ارید ان آمر بالمعروف وانہی عن المنکر واسیر بسیرۃ جدی وابی علی ابن ابی طالبؑ"

اس خاک مقدس پر سجدہ کرنے سے آزادی وشرافت اور دین اسلام وقرآن کی حفاظت کا درس ملتا ہے۔اس بناپر خاک کربلا پر سجدہ کرنا نہ فقط توحید کے دائرہ سے باہر نہیں نکالتا بلکہ یہ دین اسلام کی مخلصانہ حفاظت اور اللہ کی عبادت کا سبق دیتا ہے،اور مسلمانوں کو بصیرت وآگاہی کی روشنی میں نئے جذبات کے ساتھ فداکاری وجانبازی اور اسلام وقرآن اور عبادت کردگار کی حفاظت کی طرف دعوت دیتا ہے۔

مذکورہ بحثوں سے یہ واضح ہو جاتا ہے کہ شیعوں کا مٹی اور خاک کربلا پر سجدہ کرنا،پیغمبرﷺ کی سنت وسیرت اور اہل بیت کی سیرت عقل سلیم کے مطابق ایک شرعی ومنطقی امر ہے،اور توحید پروردگار کے عین مطابق ہے۔

آیۃ اللہ علامہ امینی رحمۃ اللہ علیہ اپنی بہترین کتاب "سیرتنا وسنتنا"میں فرماتے ہیں:وہ مٹی جس پر سجدہ کرنا جو خدا سے تقرب کا باعث۔اور اس کی رضا کے حصول کا سبب۔خضوع وبندگی کے لئے مناسب۔اور دین خدا اور مقدسات اور حریم اسلام کے تحفظ کا ضامن ہو۔تو کیا ایسا سجدہ مناسب نہیں ہے؟جو زمین رموز کردگار کی عظمت کا گہوارہ ہو۔اپنے اندر حکمت الٰہی کو سمیٹے ہو۔اور خداوند عالم کے سامنے فروتنی کے عظیم اسرار کا مرکز ہو۔تو کیا ایسی زمین پر سجدہ،اللہ کی عبادت کے لئے اولیٰ تر نہیں ہے؟

کیا ہمارے لئے بہتر نہیں ہے کہ ایسی زمین پر سجدہ کریں جو توحید کی پرچم دار اور اس کی راہ میں فداکاری سکھاتی ہو؟

کیا ہم ایسی زمین پر سجدہ نہ کریں جو ہمیں مہربانی ورحم دلی والفت ومحبت وشفقت وعطوفت کی طرف دعوت دیتی ہے؟(۱(

اسی طرح دوسرے شیعہ عالم دین علامہ کاشف الغطاء رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: شیعہ کربلا کی مٹی پر سجدہ کرنے کو افضل اور مستحب جانتے ہیں شاید اس کا راز یہ ہو کہ مذکورہ دلائل اور وہ روایتیں جو کربلا کی مٹی پر سجدہ کرنے کو افضل قرار دیتی ہیں۔نظافت وپاکیزگی میں دنیا کی ساری زمینوں کے مقابلہ کربلا کی زمین زیادہ پاک وپاکیزہ ہے۔اور ان بلند ہدف ومقصد کے پیش نظر بھی اسی مٹی پر سجدہ کرنا۔کیونکہ جب انسان نماز میں اپنی پیشانی کو خاک کربلا پر رکھتا ہے تو اس کے ذہن میں ظلم وستم کے مقابل کھڑے ہونے کی جرأت،دین اسلام کی حفاظت کا جذبہ،اور اس عظیم امام اور

)۱ (سیرتنا وسنتنا ص ۱۴۱.

"الیس اجدر بالتقرب الی اللہ واقرب بالزلفی لدیہ وانسب بالخضوع والعبودیۃ لہ تعالیٰ امام حضرتہ وضع صفح الوجہ والجباہ علیٰ تربۃ فی طیہا دروس الدفاع عن اللہ ومظاہر قدسہ ومجلی التحامی عن ناموسہ ناموس الاسلام المقدس.""الیس الیق باسرار السجدۃ علی الارض السجود علیٰ تربۃ فیہا سر المنعۃ والعظمۃ والکبریاء والجلال للہ جلّ وعلیٰ ورموز العبودیۃ والتصاغر دون اللہ باجلی مظاہرہا وسماتہا؟""الیس احق بالسجود تربۃ فیہا بینات التوحید والتفانی دونہ؟تدعوا الی رقۃ القلب ورحمۃ الضمیر والشفقۃ والتعطف"

ان کے اصحاب وانسار کی قربانی وفداکاری کا تصور ذہن میں گردش کرتا ہے۔(۱(

خاک کربلا اور اس سے برکت حاصل کرنا

یہاں پرایک دوسرا سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ: خاک کربلا پر سجدہ کرنا اس کی افضیلت و برتری کے سبب مستحب قرار دینا اس سے برکت حاصل کرنا نہیں ہے اور اس کو تبرک وشفاء کے لئے پاس میں رکھنا اور چومنا وغیرہ صحیح ہے؟ یا اولیاء اللہ کے باقی ماندہ آثار کو بوسہ دینا ان کا احترام کرنا توحید پروردگار کے مطابق ہے؟

اس سوال کے جواب کو ہم اولیاء اللہ اور رہبران اسلام و محبان خدا سے برکت کے تذکرہ کے ضمن میں بیان کررہے ہیں آثار اولیائے خدا، یا شعائر الٰہی کو تبرکاً و تیمناً چومنا اور مس کرنا کوئی نیا مسئلہ نہیں ہے۔ بلکہ اس کی شبیہ کو آنحضرتؐ، اور آپ کے اصحاب کرام کے درمیان دیکھا جاسکتا ہے۔ نہ فقط رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے اصحاب نے ایسا کیا ہے۔ بلکہ ہم دیکھتے ہیں کہ گذشتہ انبیاء نے بھی اس کو جامہ عمل پہنایا ہے۔

)۱(الارض والتربۃ الحسینیۃ:

"ولعل السرّ فی الزام الشیعۃ الامامیۃ(استحبابا) بالسجود علی التربۃ الحسینیۃ مضافا الی ماورد فی فضلھا و مضافاً انھا اسلم من حیث النظافۃ والنزاہۃ من السجود علی سائر الاراضی ومایطرح علیھا من الفرش والبواری والحصر الملوثۃ والمملوءۃ غالباً من الغبار والمیکروبات الکامنۃ فیھا مضافاً الی کل ذالک فلعلہ من جہۃ الاغراض العالیۃ و القاصد السامیۃ ان یتذکر المصلی حین یضع جبھتہ علی تلک التربۃ تضحیۃ ذلک الامام نفسہ وآل بیتہ والصفوۃ من اصحابہ فی سبیل العقیدۃ والمبدا أو تحطیم الجور و الفساد والظلم والاستبداد"

مسئلہ یہ باقی رہتا ہے کہ اس کی شرعی حالت ونوعیت کیا ہے؟ تو ہم اس کا جواب خود قرآن مجید سے پیش کررہے ہیں۔

۱۔ ہم قرآن مجید میں پڑھتے ہیں کہ جب جناب یوسفؑ نے اپنے بھائیوں سے درگذر کرنے کے بعد ان سے اپنا تعرف کرایا اور یہ فرمایا: میرے اس کپڑے کو لے جاکر میرے والد کے چہرے پر مس کردو تاکہ " ان کی گئی ہوئی بصارت واپس آجائے" اس کے بعد قرآن کہتا ہے " اس وقت جب بشارت دینے والے نے جناب یعقوبؑ کے چہرے پر قمیص کو مس کیا پس بینائی واپس آگئی"(۱)(۲(

یہ کلام پاک اس بات پر گواہ ہے کہ جناب یعقوبؑ نے حضرت یوسفؑ کے پیراہن سے تبرک و برکت اور شفاء حاصل کی یعنی جناب یوسفؑ کی قمیص ان کے والد کی بینائی لوٹانے کا سبب ہوئی۔ پھر کیا کوئی یہ کہہ سکتا ہے کہ اللہ کے دونوں نبیوں نے دائرہ توحید سے تجاوز کیا؟!

۲۔ اس میں کوئی شبہ نہیں ہے کہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خانۂ کعبہ کے طواف کے وقت حجر اسود کو چومتے یا مس کرتے تھے۔ بخاری اپنی صحیح میں کہتے ہیں: ایک شخص نے عبداللہ بن عمر سے حجر اسود کے چھونے اور چومنے کے بارے میں سوال کیا؟ تو انہوں نے کہا: "رَاَیتُ رَسُولَ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یَستَلِمَہ' وَ یُقبِلُہ."(۳(

)۱)(۲ (سورۂ یوسف آیۃ ۹۳و۹۶.

)اذھبوا بقمیصی ھذا فالقوہ علی وجہ ابی یات بصیراً)(فلما ان جاء البشیر القاہ علی وجھہ فارتدّ بصیراً(

)۳(صحیح بخاری، جزء ۲، کتاب الحج، باب تقبیل الحجر، ص ۱۵۱۔۱۵۲ط مصر.

میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسے چھوتے اور چومتے دیکھا ہے۔ اگر اس پتھر کا چومنا یا اس کو مس کرنا شرک کا باعث ہوتا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کام کو ہرگز

انجام نہ دیتے!

۳۔ صحاح ومسانید اور خود تاریخی کتابوں کے درمیان کثرت یہ سے یہ حدیثیں موجود ہیں۔ کہ اصحاب پیغمبر ﷺ تبرک کے لئے نبی اکرم ﷺ سے متعلق بعض چیزوں کو جیسے آپ ﷺ کے وضو کا پانی، لباس، پانی کے برتن وغیرہ کو اپنے پاس رکھتے، چومتے اور آنکھوں پر لگاتے تھے، للہذا اس کے غیر شرعی ہونے کے بارے میں معمولی شبہہ بھی نہیں پایا جاتا ہے، بلکہ یہ کام اصحاب کے درمیان رائج اور پسندیدہ تھا جیسا کہ ہم کثرت سے ایسی روایات دیکھتے ہیں جو اصحاب کی پسندیدگی کے اوپر دلالت کرتی ہیں۔ اور بطور مثال پیش خدمت ہیں:

(الف) بخاری اپنی صحیح میں طویل روایت کے ضمن میں بیان کرتے ہیں: "وَاِذَا تَوَضَّأ کَادُوا یَقْتَتِلُونَ عَلیٰ وُضُوءِہ".

جب بھی حضرت ﷺ وضو کرتے تھے تو نزدیک ہوتا تھا کہ مسلمان (وضو کا پانی لینے کے لئے) آپس میں جنگ کرنے لگیں گے۔(۱)

(ب) "اِنَّ النَّبِیَّ ﷺ کَانَ یُوتیٰ بِالصِّبیَانِ فَیبرُکُ عَلَیھِم." "نبی اکرم ﷺ کے پاس بچوں کو لایا جاتا اور حضرت برکت کے لئے ان

(۱) صحیح بخاری، ج، ۳، باب مایجوز من الشروط فی الاسلام، باب الشروط فی الجھاد والمصالحۃ، ص، ۱۹۵.

پر اپنا ہاتھ پھیر دیتے تھے۔(۱)

(ج) محمد طاہر مکی تحریر کرتے ہیں: ام ثابت کہتی ہیں: آنحضرت ﷺ ہمارے گھر تشریف لائے اور کھڑے کھڑے لٹکی ہوئی مشک میں منھ لگا کر پانی پی لیا تو میں اٹھی اور مشک کا دہانہ کاٹ دیا۔

اس سے آگے اور کہتے ہیں: کہ اس حدیث کو ترمذی نے روایت کیا ہے: اور کہا ہے یہ حدیث صحیح وحسن ہے اور ریاض الصالحین میں شارح حدیث نے اس حدیث کی تشریح یوں بیان کی ہے: ام ثابت نے مشک کا دہانہ کاٹ کر (بطور تبرک) اپنے پاس رکھا اور اسے برکت حاصل کرتی تھیں۔ اسی طرح صحابہ کا طریقہ تھا کہ جہاں حضرت ﷺ نے منھ لگا کر پانی پیا ہو وہ بھی تبرک کے لئے وہاں سے پانی پیتے تھے۔(۲)

(د) "کَانَ رَسُولُ اللہ ﷺ اِذَا صَلَّی الغَدَاۃَ جَاءَ خَدَمُ المَدِینَۃِ بِاٰنِیَتِہِم فِیھَا المَاءُ فَمَا یُوتیٰ بِاِنَاءٍ اِلَّا غَمَسَ یَدَہ' فِیھَا فَرُبَّمَا جَاؤُوہُ فِی الغَدَاۃِ البَارِدَۃِ فَیَغمُسُ یَدَہ' فِیھَا."(۳)

(۱) الاصابۃ، ج، ۱، خطبۂ کتاب، ص، ۷ ط مصر۔

(۲) تبرک الصحابۃ، (محمد طاہر مکی) فصل اول، ص، ۲۹، ترجمہ انصاری۔

(۳) صحیح مسلم، جزء ۷، کتاب الفضائل، باب قرب النبی علیہ السلام من الناس وتبرکھم بہ، ص، ۷۹۔

(۸) مزید آگاہی کے لئے ان کتابوں کی طرف رجوع کر سکتے ہیں.

(۱) صحیح بخاری، کتاب اشربۃ) . (۲) موطا مالک، ج ۱، ص ۱۳۸ . (۳) اسد الغابۃ، ج ۵ ص ۹۰ .

(۴) مسند احمد، ج ۴ ص ۳۲) . (۵) الاستیعاب، درحاشیۂ (الاصابۃ) ج ۳، ص، ۶۳۱ .

(۶) فتح الباری، ج ۱ ص ۲۸۱، ۲۸۲.

"مدینہ کے خدام نماز صبح کے وقت پانی سے بھرے برتنوں کو لاتے حضرتؐ ہر ایک برتن میں اپنے مبارک ہاتھ کو ڈال دیتے تھے یہاں تک کہ جاڑے کے موسم میں بھی وہ حضرت کے پاس برتن لاتے تھے اور حضرتؐ اپنا ہاتھ ان میں ڈبوتے تھے" ان تمام دلائل کی روشنی میں واضح ہو گیا کہ اولیاءاللہ کے آثار (انکی متعلقہ چیزوں وغیرہ) سے برکت حاصل کرنا اصحاب کی سیرت ہے پس جو لوگ شیعوں کو اس کام کے کرنے پر مشرک اور دو خدا کی عبادت کرنے کے الفاظ سے یاد کرتے ہیں۔ان کے نزدیک توحید اور شرک کی صحیح حلاجی نہیں ہوئی ہے۔

شرک اِسے کہتے ہیں کہ خدا کی عبادت کے ساتھ کسی دوسرے کو بھی خدا قرار دیدیں، یا خدا کے کام کو اس کی طرف اس طریقہ سے نسبت دیں کہ وہ اپنے اصل وجود میں مستقل ہے یا وہ کسی چیز کو وجود میں لانے والا ہے یا وہ خدا سے بے نیاز ہے۔

جب کہ شیعہ حضرات اولیاءاللہ کے آثار کو خدا کی مخلوق اور اس کی پیدا کی ہوئی چیز سمجھتے ہیں۔اس لئے کہ وہ چیزیں اپنے وجود اور اپنی پیدائش میں خدا کی محتاج ہیں، شیعہ اہل بیت اطہارؑ سے بے حد محبت اور مودت کی وجہ سے ان کے باقی ماندہ آثار و تبرکات کا احترام کرتے ہیں۔اگر شیعہ، رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آل رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حرم اور ان کی ضریح کو چومتے اور چھوتے ہیں تو اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ خود رسولؐ اور ان کے اہل بیتؑ سے محبت کرتے ہیں اور یہ ایک فطری مسئلہ ہے کہ انسان جس چیز کو پسند کرتا ہے اس سے متعلق چیزوں کو بھی خود بخود دوست رکھنے لگتا ہے۔

شاعر کہتا ہے:

امر علی الدیار دیار سلمیٰ اقبل ذاالجدار وذاالجدارا

وماحب الدیار شغفن قلبی ولکن حب من سکن الدیارا

میری محبوبہ سلمیٰ کے محلہ سے گذرتا ہوں تو اس دیوار۔اور اس دیوار کو چومتا ہوں خود وہ محلہ مجھے خوش نہیں کرتا، بلکہ جو اس محلہ میں مقیم ہے اس کی محبت مجھے وجد و سرور میں لاتی ہے۔اسی بناپر سے خاک کربلا پر سجدہ کرنا، اسے تبرک کے لئے اپنے پاس رکھنا اور چومنا یہ سب اس لئے ہے کہ فرزند رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے انصار واصحاب نے اس زمین پر (اسلام کے لئے) جام شہادت نوش فرمایا ہے۔

یہ لوگ اللہ کے نیک بندے اور محبوب خدا تھے۔لہٰذا ان کے تذکرہ کو باقی رکھنا اس کا احترام و تکریم کرنا شعائرالٰہی اور قرآن کریم کو زندہ رکھنا اور ان کے احترام کے مترادف ہے۔اور قرآن مجید شعائراللہ کی عزت کرنے والوں کی یوں توصیف کرتا ہے: (وَمَنْ يُعَظِّمْ شَعَائِرَ اللَّهِ فَإِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوبِ)(۱(

"اور جو بھی اللہ کی نشانیوں کی تعظیم کرے گا اس کے دل کے تقویٰ کی علامت ہے".

تمت بالخیر

)۱ (سورۂ حج، آیۃ ۳۲.